﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۲۳ جون ۱۹۹۵ء شمارہ ۲۵

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دین کو مقصود بالذات ٹھہراؤ اور دنیا اس کے لئے بطور خادم اور مرکب کے ہو

" یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے۔ نہیں، ہر گز نہیں بلکہ دین اور للہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابک دست بنا دیتا ہے۔ سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا۔ حدیث میں عمار بن خزیمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میرے باپ کو فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنی زمین میں درخت لگانے سے منع کیا ہے۔ تو میرے باپ نے جواب دیا کہ میں بڈھا ہوں، کل مر جاؤں گا۔ پس اس کو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ پر ضرور ہے کہ درخت لگائے۔ پھر میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ خود میرے باپ کے ساتھ مل کر ہماری زمین میں درخت لگاتے تھے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عجز اور کسل سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ ست نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ حصول دنیا سے منع نہیں کرتا بلکہ حسنة الدنیا کی دعا تعلیم فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ انسان بے دست و پا ہو کر بیٹھ رہے بلکہ اس نے صاف فرمایا ہے "لیس للانسان الا ما سعیٰ" (النجم: ۴۰) اس لئے مومن کو چاہئے کہ وہ جدوجہد سے کام کرے۔ لیکن جس قدر مرتبہ مجھ سے ممکن ہے یہی کہوں گا کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بنالو۔ دین کو مقصود بالذات ٹھہراؤ اور دنیا اس کے لئے بطور خادم اور مرکب کے ہو۔ دولت مندوں سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں کہ غریبوں اور مفلسوں کو وہ موقع نہیں ملتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفہ اول نے جو بڑے ملک التجار تھے مسلمان ہو کر لانظیر مدد کی اور آپ کو یہ مرتبہ ملا کہ صدیق کہلائے اور پہلے رفیق اور خلیفہ اول ہوئے"۔

(ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صـ ۳۶۵)

ہمیں لازماً ایک سچی جماعت کے طور پر ابھرنا ہوگا۔ حق سے تعلق رکھے بغیر نہ اس دنیا میں کوئی کامیابی ممکن ہے نہ اس دنیا میں

لندن (۱۶ جون) ۔۔ اسماء باری تعالیٰ کے مضمون پر خطبات کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے آج کے خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خصوصیت سے صفت "الحق" کے مختلف پہلو پیش کرتے ہوئے احباب جماعت کو زریں نصائح سے نوازا۔

خطبہ کے آغاز میں حضور نے جماعت احمدیہ سپین کی مجلس شوریٰ کے انعقاد کا ذکر کرتے ہوئے انہیں شوریٰ کے سلسلہ میں گزشتہ خطبات میں دی گئی ہدایات کی طرف متوجہ کیا کہ ان کی رہنمائی میں اگر آپ چلیں گے تو مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہے گی۔ اسماء باری تعالیٰ کے تعلق میں حضور نے فرمایا کہ صفات باری تعالیٰ ان چار بنیادی صفات سے پھوٹی ہیں۔ جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں۔۔ ایک بھی صفت ایسی نہیں ہے جس کا ان صفات باری تعالیٰ کے ساتھ جوڑ ثابت نہ کیا جاسکے۔ آج کے خطبہ میں مثال کے طور پر حضور نے صفت "الحق" کو منتخب فرمایا اور اس مضمون کے تعلق میں مختلف آیات کی روشنی میں ان مضامین کی طرف توجہ دلائی جن میں جھوٹ کی وجوہات کا ذکر بیان ہوا ہے۔ یعنی جھوٹی تعلیاں، حرام مال کا کھانا، جھوٹ کی خاطر ہر غلیظ چیز کو حاصل کرنا وغیرہ۔ نیز بتایا کہ یہ سب باتیں حرص سے تعلق رکھتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اس دنیا میں جھوٹ کو مولا بنایا ہوا ہے اور ہر مشکل کے وقت جھوٹ کی پناہ لیتے ہیں، ہر حرص کے وقت جھوٹ کی پناہ لیتے ہیں، ہر حمد کی تمنا میں جھوٹ کی پناہ لیتے ہیں، جن کا اندر، باہر ساری زندگی کا نظام جھوٹ چل رہا ہے۔ وہ یہ کہیں کہ ہمیں قیامت کے دن حق پناہ دے دے گا یہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ پس حق سے تعلق رکھے بغیر نہ اس دنیا میں کوئی کامیابی ہو سکتی ہے، نہ اس دنیا میں کوئی کامیابی ہو سکتی ہے۔ لازماً ہمیں سچی جماعت کے طور پر ابھرنا ہوگا اور سچائی کو جب تک ہم ہر احمدی کے اندر اس طرح رائج نہ کر دیں کہ وہ فطرت ثانیہ بن جائے ــــ یعنی وہ اول فطرت کی طرف لوٹ آئے اس وقت تک ہم حقیقت میں نہ اس دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں نہ اس دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سفر یورپ سے بخیریت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ حضور انور ۲۱ مئی بروز اتوار لندن سے روانہ ہوئے تھے اور ۵ جون بروز سوموار رات پونے گیارہ بجے مراجعت فرما ہوئے۔ اس دورہ میں حضور انور نے بلجیم میں مختصر قیام کے بعد مجالس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع میں شمولیت فرمائی اور دوران قیام متعدد مجالس عرفان میں حاضرین کے سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔ اجتماع کے موقع پر ایک ہزار سے زائد افراد نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت کی سعادت پائی۔ بعدازاں حضور انور نے جماعت احمدیہ ہالینڈ کے ۱۶ویں جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائی۔

اس سفر کی وجہ سے ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر "ملاقلات" پروگرام میں کچھ سابقہ پروگرام نشر مکرر کے طور پر پیش کئے گئے۔ نیز حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں بعض دیگر پروگرام بھی ناظرین کی خدمت میں پیش ہوئے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

ہفتہ، ۳ر جون ۱۹۹۵ء:

آج کے پروگرام "ملاقات" میں عید سے متعلق وہ پروگرام نشر مکرر کے طور پر پیش کیا گیا جو کچھ عرصہ قبل لندن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اس میں بچوں نے مختلف دلچسپ تفریحی پروگرام پیش کئے جس سے حضور انور اور دیگر حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

اتوار، ۴ر جون ۱۹۹۵ء:

حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار نے بچوں اور بچیوں کی کلاس لی۔ آج خلافت کے موضوع پر بچوں نے جلسہ کی صورت میں ایک دلچسپ اور معلوماتی پروگرام پیش کیا۔

تلاوت و نظم کے بعد دس بچوں اور بچیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے چاروں خلفاء، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے چاروں خلفاء کے بارہ میں مختصر تقاریر کیں۔ اس کے علاوہ خلافت ہی کے موضوع پر مختلف بچوں نے انفرادی اور گروپس کی صورت میں نظمیں پڑھیں۔

سوموار، ۵ر جون ۱۹۹۵ء:

آج کے پروگرام "ملاقات" میں حضور انور کا بچوں کے ساتھ ۱۷ اپریل ۱۹۹۵ء کو سپین میں منعقد ہونے والا پروگرام نشر مکرر کے طور پر دکھایا گیا جس میں حضور نے شمالی سپین کے ایک پہاڑ کی برف پوش چوٹی پر کھڑے ہوئے بچوں کو سپین میں اسلامی تاریخ کے اہم واقعات سے آگاہ فرمایا ہے۔

منگل، ۶ر جون ۱۹۹۵ء.

پروگرام کے مطابق آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کی کلاس لی۔ یہ اس سلسلہ کی ۸۵ویں کلاس تھی۔

بدھ، ۷ر جون ۱۹۹۵ء.

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ترجمۃ القرآن کی کلاس لی۔ اس میں حضور انور نے سورۃ النساء کی آیت ۸۶ تا ۹۸ کا ترجمہ کیا اور ضروری تشریح بیان فرمائی۔

جمعرات، ۸ر جون ۱۹۹۵ء.

ترجمۃ القرآن کی کلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ النساء کی آیت ۹۹ تا ۱۱۷ کا ترجمہ سکھایا اور ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرمائی۔

جمعۃ المبارک، ۹ر جون ۱۹۹۵ء:

اردو بولنے والے احباب کے ساتھ عام مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں حسب ذیل سوالات کئے گئے۔

☆ اگر بچے تعلیم سے پہلو تہی کریں تو کیا اساتذہ یا والدین اسے بدنی سزا دے سکتے ہیں اور کس حد تک؟

☆ مسلمانوں میں خلافت کے قیام کے لئے بعض تحریکات چل رہی ہیں۔ سوال ہے کہ کیا عوامی تحریک سے خلافت کا قیام ہو سکتا ہے؟

☆ شہادت کی تعریف کے بارہ میں اسلام کی کسوٹی کیا ہے؟

☆ گناہ کی تعریف کیا ہے؟

☆ اللہ تعالیٰ نے کسی ایک معین نظام حکومت کی تعیین نہیں کی۔ اسلامی تعلیم کی روشنی میں حضور سے وضاحت کی درخواست ہے کہ اسلامی نظام حکومت کا کیا تصور ہے؟

☆ قرآن کریم میں متعدد بار آتا ہے کہ مومنوں کو جزاء کے طور پر "جنات تجری من تحتہا الانھار" ملیں گی۔ سوال یہ ہے کہ "انھار" کے ساتھ "ال" کیوں آیا ہے اور "جنات" کے ساتھ کیوں نہیں آیا؟

☆ حضرت علیؓ خلیفہ رسول تھے اور امیر معاویہؓ کی ایک سیاسی حکومت اور سیاسی غلبہ تھا۔ حضرت علیؓ نے اس میں کوئی مداخلت نہیں کی۔ پھر ان دونوں کی بعد میں جو آپس میں لڑائیاں ہوئیں وہ کیوں ہوئیں؟

(ع ۔ م ۔ ر)

اداریہ

زبذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد

انفاق کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ عارفانہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ انفاق کی دو صورتیں ہیں ایک فطرتی اور دوسرا زیر اثر نبوت۔ فطرتی یا عام انفاق وہ ہے جس کے لئے مسلمان یا غیر مسلمان کی بھی شرط نہیں ہے بلکہ عام طور پر فطرت انسانی کا ایک تقاضا ہے کہ اگر کوئی سائل اس کے پاس آ جاوے تو کچھ نہ کچھ اسے ضرور دے دیتا ہے۔ یہ امر زیر ہدایت نہیں ہے بلکہ فطرت کا ایک طبعی خاصہ ہے۔ دوسرا وہ انفاق ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع اور زیر اثر نبوت ہوتا ہے۔ اسے انفاق فی سبیل اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں، اس کی رضا کی خاطر، اسی کے عطا کردہ مال اور دیگر صلاحیتوں کو اس کے دین کی سربلندی یا اس کی مخلوق کی بھلائی اور ہمدردی میں خرچ کرنا۔ یہی وہ انفاق ہے جو انسان کی سعادت اور ایمان اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ اس کی بہت سی شرائط قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں مذکور ہیں۔ مثلاً یہ کہ یہ انفاق خالصۃً فی سبیل اللہ ہو اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو نہ کہ خود نمائی یا ذاتی نام و نمود اور شہرت اور یہ کہ یہ انفاق اپنی پاک کمائی سے ہو۔ ناپاک، حرام یا خبیث چیزیں خدا کی راہ میں پیش نہیں ہو سکتیں۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر تم اعلیٰ درجہ کی حقیقی نیکی کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی عزیز ترین چیزوں میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ الغرض اس بارہ میں بہت تفصیل اور باریکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی رہنمائی فرمائی ہے کہ کون سا مال دینا ہے اور کون سا نہیں دینا، کس طرح دینا ہے اور کس طرح نہیں دینا اور کہاں خرچ کرنا ہے اور کہاں خرچ نہیں کرنا وغیرہ وغیرہ۔

جماعت احمدیہ میں جو مالی نظام رائج ہے یہ قرآن و سنت کی بنیادوں پر ہی استوار ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ زیر اثر نبوت مستحکم سے مستحکم تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> "میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو، یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اس وقت تنزل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے۔ ...... تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں؟ خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کے لئے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے اس لئے اس راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے وہ سمیع و بصیر ہے۔
>
> یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے دے گا میں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا ہی میں اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔ غرض اس وقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو"۔

حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا بھر میں صرف جماعت احمدیہ کا مالی نظام ہی وہ نظام ہے جو زیر اثر نبوت قائم ہے اور اس کا ثبوت وہ تزکیہ ہے جو نہ صرف احمدی مخلصین مالی قربانی کرنے والوں کو ذاتی طور پر ان کے ایمان و اخلاص اور نیکی اور تقویٰ میں ترقی اور اموال و نفوس میں برکت کی صورت میں عطا ہو رہا ہے بلکہ جماعت احمدیہ کو من حیث الجماعت عالمگیر سطح پر جو عظیم الشان روحانی فتوحات اور کامیابیاں نصیب ہو رہی ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ، احیائے اسلام اور خدمت انسانیت کے سلسلہ میں جماعت کی مساعی کے جو حیرت انگیز ثمرات عطا ہو رہے ہیں وہ بھی اس مالی نظام کے عنداللہ مقبول اور ماجور ہونے پر روشن گواہ ہیں۔

ماہ جون کے آخر پر جماعت کا مالی سال ختم ہوتا ہے اور نئے سال کے بجٹ بنائے جاتے ہیں۔ اس موقعہ پر ہم احباب جماعت کو صرف یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ ہونے دیں کہ "للہ میراث السماوات والارض" کہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے۔ اور وہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ تمام ظاہری و باطنی خزانوں کا مالک ہے۔ اس خدائے بزرگ و برتر کو سامنے رکھتے ہوئے دل کے خلوص کے ساتھ، سچائی اور تقویٰ کے ساتھ اپنے وعدہ جات لکھوائیں۔ اور اگر کسی مجبوری کے تحت ابھی شرح کے مطابق چندہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں تو کم شرح سے ادا کرنے کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خط لکھ کر باقاعدہ اجازت حاصل کریں۔ یقین رکھیں کہ اگر آپ خدا سے سچائی کا معاملہ کریں گے تو وہ بھی آپ سے سچائی کا معاملہ فرمائے گا اور اپنی رحمتوں کے دروازے آپ پر کھولے گا

اگر دست عطا در نصرت اسلام بکشائید
زبذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
امید دیں رواں گرداں امید تو روا گردد
در انصار نبی بنگر کہ چوں شد کار تادانی

ہم از بہر شما ناگہ ید قدرت شود پیدا
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا
ز صد نومیدی و یاس والم رحمت شود پیدا
کہ از تائید دیں سرچشمہ دولت شود پیدا

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا۔ وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَیْئًا۔

(مسلم کتاب العلم باب من سن حسنة او سیئة)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ثواب اس بات پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔ اور جو شخص کسی گمراہی اور برائی کی طرف بلاتا ہے اس کو بھی اسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر کہ اس برائی کے کرنے والے کو ہوتا ہے اور اس کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔

عشق اس کے عہد میں بے دست و پا ہو جائے گا
آنکھ استنبول، سینہ قرطبہ ہو جائے گا
رات لمبی ہے تو باہم گفتگو کرتے رہو
بات چل نکلی تو بہتوں کا بھلا ہو جائے گا
ان بھری گلیوں میں پھرتا رہ اسی میں خیر ہے
اپنے اندر جا چھپا تو لاپتہ ہو جائے گا
سربریدہ لفظ ہم سے رات یہ کہنے لگے
اب نہ بولو گے تو کاغذ کربلا ہو جائے گا
جب سر عہد وفا صدیاں جھنجوڑی جائیں گی
وقت کی زنجیر سے لمحہ رہا ہو جائے گا
میں صلیب لفظ پر چڑھ جاؤں گا ہنستا ہوا
یہ پرانا قرض بھی آخر ادا ہو جائے گا
دامن آواز بھر جائے گا تازہ خون سے
آستیں خوش رنگ چہرہ خوش نما ہو جائے گا
عشق تولا جائے گا جب موت کی میزان میں
حسن بےپروا بھی مصروف دعا ہو جائے گا
وہ مری آواز کا قاتل بھی ہے مقتول بھی
میرا اس کا آجکل میں فیصلہ ہو جائے گا
پھر خدائی کا کیا دعویٰ کسی فرعون نے
پھر سر دربار کوئی معجزہ ہو جائے گا
وہ گئے دن کا مسافر ہے اسے ٹلتے رہو
ذکر مضطر برسبیل تذکرہ ہو جائے گا

(محمد علی)

بقیہ از صفحہ اول

"الحق" کا مضمون ابھی جاری ہی تھا کہ وقت کی کمی کی وجہ سے حضور نے فرمایا کہ اسے اگلے خطبہ جمعہ میں مزید آگے بڑھائیں گے۔ نیز افسوس کے ساتھ اعلان فرمایا کہ ہمارے بہت مخلص اور فدائی واقف زندگی مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ (سابق مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ) وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور نے فرمایا مرحوم میں کئی دل موہ لینے والی صفات تھیں اور سب سے زیادہ دلچسپ صفت سچائی تھی۔ ایک لمبے عرصہ سے کینسر کے مریض تھے مگر محض اعجازی طور پر زندہ تھے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۳ سال تھی۔ مرحوم انگلستان میں بھی چار سال تک امام و مبلغ انچارج رہے۔ حضور نے نماز جمعہ کے بعد مشتاق احمد صاحب باجوہ مرحوم و مغفور کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اس کے ساتھ گیارہ دیگر مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

From The Press Desk

برطانیہ کے ایک ہفت روزہ اخبار آبزرور (Observer) نے اپنی ۱۴ مئی ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں اپنے نمائندہ مقیم پشاور Gennifer Griffin کی ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں اس نے مکرم ریاض احمد صاحب چوہدری کی شہادت اور "شب قدر" کے واقعہ کی تفصیل دی ہے۔ ذیل میں اس کا ترجمہ قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ [ادارہ]

ملاں اس انتظار میں ہیں
کہ نو احمدی جیل سے رہا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے

گزشتہ ماہ سے دولت خان کو پاکستان کے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں ایک جیل سے دوسری جیل میں منتقل کیا جاتا رہا ہے۔ اس کی بیوی اور چھ چھوٹے بچوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور خاندان کے دیگر افراد نے اس سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔

گاؤں کے ملاؤں نے اس کے خلاف فتویٰ جاری کیا ہے۔ دولت خان کا جرم صرف اتنا ہے کہ وہ ایک اسلامی فرقہ جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا تھا۔ اس فرقہ کے لوگوں کو پاکستان کے اکثریتی فرقہ سنی مسلمانوں نے ظلم کا نشانہ بنایا ہوا ہے اس وجہ سے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس مسیح نے آنا تھا وہ آ چکا ہے۔

پچھلے ماہ جو اشخاص اسے ضمانت پر رہا کرانے کے لئے آئے۔ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ دولت خان کے دوست تھے۔ لوگوں کے ہجوم نے جو نعرے لگا رہا تھا ان کو پکڑا۔ ایک کو تو اتنا مارا کہ وہ وہیں ختم ہو گیا، پھر شیشے کے ٹکڑوں سے اس کی آنکھوں کو نکالا۔ اور دوسرے کو پتھر مار مار کر قریب المرگ کر دیا۔ آج دوبارہ ضمانت کی درخواست پیش ہو رہی ہے اور پہلے سے زیادہ فساد کا خطرہ ہے۔ اس دوران ۳۶ سالہ دولت خان پشاور سنٹرل جیل کے ایک تنگ کمرے میں جہاں اس کے ساتھ نشئی، منشیات کا کاروبار کرنے والے اور قاتل بھرے ہوئے ہیں اور تل دھرنے کو جگہ نہیں درخواست کے نتیجہ کا انتظار کر رہا ہے۔ دولت خان ہر روز صبح سویرے پانچ نمازوں میں سے اولین نماز ادا کرنے کے لئے سب سے پہلے اٹھتا ہے۔

دولت خان جو ٹیلی فون کمپنی میں بطور اکاؤنٹنٹ کلرک ملازم ہے، نے کہا ہے کہ وہ اپنے عقائد دوسروں پر ٹھونسنا نہیں چاہتا۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت ہو۔ اس نے کہا۔ "انہوں نے لاؤڈ اسپیکروں پر میرے متعلق فتویٰ کی تشہیر کی اور مجھے کافر قرار دیا۔ میرے اپنے خاندان کے لوگوں نے مجھ سے بولنا چھوڑ دیا"۔

ابھی حال ہی میں سلامت مسیح ایک چودہ سالہ ان پڑھ عیسائی بچے کے کیس کی وجہ سے دنیا بھر میں پاکستان کی بدنامی ہوئی۔ اس پر الزام تھا کہ اس نے اسلام کے بارے میں توہین آمیز کلمات لکھے مگر وہ موت کی سزا سے اس لئے بچ گیا کہ عدالت نے اپیل پر اسے رہا کر دیا۔ مگر عیسائیوں کے خلاف تو توہین رسالت کے مقدمات کی تعداد بہت تھوڑی ہے اس جرم میں بہت سے احمدیوں کو ملوث کیا گیا ہے۔

۱۹۸۴ء میں قانون بنایا گیا جس کی رو سے احمدی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اگر ایسا کریں تو اس کی سزا تین سال قید مقرر کی گئی ہے۔ اسی طرح کسی احمدی کی طرف سے ایسا کام جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں، بھی جرم شمار ہونے لگا۔ گزشتہ سال کے دوران ۲۴۳۲ احمدیوں کو ان جرائم کے تحت پکڑا گیا۔ ان میں سے چھ مقدمات میں توہین رسالت کی دفعہ کا اضافہ کر دیا گیا جس کے تحت اس جرم کی سزا موت ہے۔

پشاور کے ایک احمدی وکیل عبدالباسط نے کہا کہ: "انہوں نے ہمیں ناسور سے تشبیہ دی ہے۔ وہ ہمیں صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔ کسی احمدی کے خلاف جب چاہیں مقدمہ کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ کوئی شخص بھی تھانے جا کر کہہ سکتا ہے کہ اس احمدی نے میرے جذبات کو مجروح کیا ہے، اسے گرفتار کر لو اور اسے گرفتار کر لیا جائے گا"۔

۹ اپریل کو یعنی دولت خان کی گرفتاری کے چار دن بعد تین احمدی شب قدر، جو پشاور سے شمال مشرق کی طرف ۱۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے، ضمانت کی درخواست دینے کے لئے آئے ان میں دولت خان کا دوست اور مشفق ڈاکٹر رشید احمد، ان کا داماد ریاض احمد اور ایک نوجوان وکیل بشیر احمد خلیل تھے۔ کئی ذرائع سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ چند ہفتوں سے ملاں لوگ دولت خان کے احمدی ہو جانے کی وجہ سے یہ اعلان کر رہے تھے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کے گھر کو آگ لگا دی جائے۔ دولت خان کے گاؤں اور نزدیکی علاقہ "شب قدر" میں ملاؤں نے اشتہار چسپاں کئے کہ دولت خان ملحد اور بے دین ہو گیا ہے۔ ہم نے اس کے خلاف فتویٰ دے دیا ہے اسے قتل کرنا ضروری ہے۔ ایک لاری پر لاؤڈ اسپیکر نصب کر کے بازاروں میں چکر لگایا گیا اور اس طرح لوگوں کو دولت خان کے خلاف اکسایا گیا۔

دولت خان گھبرایا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ جب ایک ملاں ایسا اعلان کرتا ہے کہ کسی کو سنگسار کر دیا جائے تو لوگ اسے سنگسار کر دیتے ہیں۔ جب لوگوں کو یہ علم ہوا کہ دولت خان کی ضمانت کی درخواست عدالت میں پیش کی جا رہی ہے تو دولت خان کے گاؤں کے ۳۵ لوگ عدالت کے احاطہ میں احتجاج کے لئے پہنچے اور مطالبہ کیا کہ اسے رہا نہ کیا جائے جب تک وہ دوبارہ اسلام پر آنے کا وعدہ نہ کرے۔ بازار میں لوگوں نے بھی یہ خبر سنی تو وہ ہزاروں کی تعداد میں ہاتھوں میں پتھر اور سونٹے لئے عدالت کے قریب جمع ہو گئے۔

نوجوان احمدی وکیل بشیر احمد خلیل کا بیان ہے کہ اس نے دیکھا کہ لوگوں نے ڈاکٹر رشید احمد کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ لوگوں نے ان کو پتھر مارا اور اتنا پیٹا کہ وہ نیچے گر پڑے اور لوگ اسے مردہ سمجھ کر چلے گئے۔ ان کا داماد پتھروں سے بچنے کے لئے کمرہ عدالت میں گھس کر چھپ گیا۔ ہجوم "اللہ اکبر" اور "محمد رسول اللہ" کے نعرے لگاتا رہا۔ خلیل نے ایسے ظاہر کیا کہ وہ ڈاکٹر رشید احمد کے ساتھ نہیں آیا۔ اس نے کہا:

"میرے خیال میں ڈاکٹر رشید احمد کو بچانا ممکن نہ تھا اس لئے میں آہستہ آہستہ گیٹ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے غائب ہو گیا"۔

اب وہ ایک خفیہ مقام پر ہے اور کہتا ہے کہ کسی باہر کے ملک میں جا کر پناہ لے گا۔

اس کے بعد ہجوم نے عدالت کا رخ کیا اور کمرے میں داخل ہو کر ریاض احمد کو ڈھونڈ نکالا۔ اسے جان سے مارنے کے لئے انہوں نے کھڑکیاں توڑ دیں اور لکڑی اور شیشوں کی مدد سے اسے ہلاک کر دیا۔ پھر اس کی آنکھیں باہر نکالیں۔ ایک رسی لاش کے پاؤں میں باندھی اور عدالت سے گھسیٹتے ہوئے اسے باہر لے گئے۔ لاش کی تصاویر اس بیان کی تصدیق کرتی ہیں۔

خلیل کے بیان کے مطابق سڑک کے دوسرے کنارے پر مسلح پولیس کا ایک پورا ٹرک کھڑا نظارہ کرتا رہا اور جب مجمع چھٹ گیا تو پولیس سڑک عبور کر کے ڈاکٹر رشید احمد کے پاس پہنچی۔ وہاں انہیں علم ہوا کہ وہ ابھی زندہ ہیں۔ ان کے اپنے بیان کے مطابق انہوں نے پولیس کو دس ہزار روپے رشوت دی جو ۱۹۰ پونڈ کے لگ بھگ رقم بنتی ہے کہ وہ اسے پشاور پہنچا دیں۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اس کی ٹانگوں کو بستر کے ساتھ ہتھکڑیوں کی مدد سے جکڑ دیا۔

ڈاکٹر رشید احمد بھی اب ایک خفیہ مقام پر ہیں۔ حکومت اس واقعہ پر خاموش ہے۔ جوڈیشل انکوائری شروع ہو چکی ہے۔ مگر آج بھی جب ضمانت کے لئے کوشش ہو رہی ہے فساد کو دبانے کے لئے کوئی حفاظتی تدابیر اختیار نہیں کی گئیں۔

Mullahs lie in wait to kill jailed convert

Jennifer Griffin
Peshawar, Pakistan

FOR THE past month Daulat Khan has been bounced between fetid jail cells in Pakistan's North-west Frontier Province. He has been abandoned by his wife and six small children and disowned by the rest of his family. Village mullahs have issued *fatwas* calling for his death.

Khan's crime is to have converted to the Ahmadis, an Islamic sect whose members are persecuted in a Pakistan dominated by Sunni Muslims because they believe that the Messiah has already come. The crime of the men who came to apply for Khan to be released on bail last month was simply to be his friends: a chanting crowd beat one to death, then gouged out his eyes with broken glass, and stoned another until he was near death.

Today there is to be another application for bail, and more violence is feared. Khan, 36, will wait for news in a cramped cell at Peshawar central jail, packed with heroin addicts, drug dealers and murderers, where every day he rises before dawn for the first of five daily prayers.

'I do not want to impose my beliefs on others. I simply want to practise my own religion,' said Khan, a telephone company accounts clerk. 'They issued the *fatwa* over loudspeakers and called me a *kaffir* [non-believer]. Even my own family members refused to talk to me.'

Pakistan attracted worldwide attention over the case of Christian Salamat Masih, an illiterate 14-year-old accused of writing blasphemous slogans, who escaped the death penalty only when he was acquitted on appeal. But Christians form a small proportion of those held under the *sharia* blasphemy laws; many of the accused are Ahmadis.

In 1984 it became an offence, punishable by up to 13 years in prison, for Ahmadis to call themselves Muslims and to do anything 'to injure the feelings of a Muslim'. Last year 2,432 Ahmadis were charged with these offences; six cases were upgraded to blasphemy, which carries a mandatory death sentence.

'They declared us as a cancer. They wanted to annihilate us,' said Abdul Basit, an Ahmadi lawyer in Peshawar. 'Any Ahmadi can be charged at any time. Any person can go to the police station and say, "This Ahmadi is injuring my feelings. Arrest him", and he will be arrested.'

On 9 April, four days after Khan's arrest, three Ahmadis came to the court in Shabqadar, 12 miles north-east of Peshawar, to deliver a bail application. The three included Khan's friend and mentor, Dr Rashid Ahmad, Ahmad's son-in-law, Riaz Ahmad, and a young Ahmadi lawyer, Bashir Ahmad Khalil.

Several sources confirm that for several weeks the mullahs had been preaching against Khan's conversion, declaring him not fit to live and suggesting his house be burnt. In Khan's village and in nearby Shabqadar, the mullahs put up posters that read: 'Daulat Khan is an infidel. We have issued a decree against him. He must be killed'. A lorry with a loudspeaker was driven through the town's bazaars broadcasting a campaign against Khan.

Khan was frightened. 'When a mullah arises and says this person should be stoned to death, then the people do it,' he said.

When news spread that the bail application was to be filed, 35 residents of Khan's village arrived at the courts to protest at Khan's release unless he promised to convert back to Islam. Across the street shoppers from the bazaar heard what was happening and several thousand people armed with rocks and sticks gathered near the court.

The young Ahmadi lawyer, Khalil, says he saw the crowd engulf Dr Ahmad. They threw stones and beat him, leaving him for dead. His son-in-law ran for cover inside the court. The crowd began chanting 'Allahu Akbar' — God is Great' and 'Mohammad is the last Prophet'.

Khalil tried to hide the fact he had arrived at the court with Ahmad. 'I thought it was impossible to save him,' he said. 'I turned toward the gate very slowly and walked away.' He is now in hiding and says he wants asylum abroad.

Eventually the crowd stormed the room inside the court where Riaz Ahmad was hiding. They used the broken glass and wood from the window panes to beat him to death. They gouged out his eyes, tied a rope around his feet and dragged him from the court — and photographs of the dead man bear out this account. Across the road, Khalil says, a truck full or armed police were standing, doing nothing.

Once the crowd had left, the police crossed the road and found Rashid Ahmad was still alive. He says he had to bribe them 10,000 rupees (£190) to take him to a Peshawar hospital, where they handcuffed his legs to his bed. Now he, too, is in hiding.

The government remains silent about the attack and a judicial inquiry continues. No security precautions have been taken to prevent violence todav.

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

بنیادی حقوق کا دن

(مرزا مجید احمد)

۱۰ دسمبر کا دن بنیادی انسانی حقوق کے دن کے طور پر ساری دنیا میں منایا جاتا ہے۔ خیر سے پاکستان میں بھی منایا جاتا ہے۔ گزشتہ سال بھی منایا گیا۔ اس موقعہ پر جناب رحمان صاحب نے ٹیلی ویژن کے مذاکرے کے دوران بڑے پتے کی بات کہی کہ اس سلسلہ میں ہم کشمیر، ہندوستان، بوزنیا، فلسطین اور کئی دیگر ممالک کا ذکر کرتے ہیں اور یہ واویلا کرتے ہیں کہ فلاں جگہ پر مسلمانوں کے بنیادی حقوق تلف کئے جا رہے ہیں اور مغرب کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اس سلسلہ میں اول تو یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ سب سے پہلے اپنا گھر صاف کریں اگر وہاں ہی بنیادی حقوق پامال ہو رہے ہوں تو آپ کو کوئی اخلاقی حق نہیں پہنچتا کہ آپ دوسروں پر تنقید شروع کر دیں۔ پہلے آپ اپنے ہاتھ دھو کر آئیں پھر دوسروں کے مونہہ دھلوائیں۔ عالمی رائے عامہ کی توجہ مبذول کروانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے خود اپنا دامن صاف ہو۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کا معاملہ ہے، صرف مسلمانوں کے بنیادی حقوق کا دن نہیں ہے۔ ٹھیک ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطہ مسلمان مسلمانوں کی تکلیف زیادہ محسوس کرتے ہیں جیسا کہ ایک عزیز کی تکلیف اور غم دوسروں کے مقابلے میں زیادہ محسوس ہوتا ہے لیکن جب ہم اس موضوع پر بات کریں تو صرف یہ ہی دہائی دینا نہ شروع کر دیں کہ میرے عزیز کو تکلیف پہنچی ہے لوگو دوڑو۔ اور جب وہی تکلیف ہمارے ہمسایہ کو پہنچے یا محلہ دار کو یا شہری کو ہو تو ہماری زبان گنگ ہو جائے۔ خاص طور پر اگر وہ کسی دوسرے مذہب یا دوسرے فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ ایک دفعہ تو شاید لوگ ہماری بات سن لیں مگر دوسری مرتبہ وہ کان نہیں دھریں گے۔ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص خود غرض ہے اسے انسانی ہمدردی نے نہیں بلکہ خاندانی، نسلی یا مذہبی پاسداری نے اکسایا ہے۔ اگر اسے حقیقی انسانی ہمدردی ہوتی تو جہاں بھی بنیادی حقوق پر زد پڑتی وہاں بھی بولے اور شور مچائے اور جب بھی بنیادی حقوق کی بات چل رہی ہو تو اس کی نظر آفاقی ہو۔ جنوبی افریقہ کے سیاہ فام باشندوں کا دکھ، امریکہ میں افروامریکن کا دکھ، وہاں کے ریڈ انڈین کا دکھ، ہندوستان کے ہریجنوں کے دکھ کی چبھن بھی اسے اسی طرح محسوس ہو جیسے وہ خود اس کے پہلو میں لگی ہے۔ اس نے اپنے ملک میں تو غیر مسلموں کو سیاسی یتیم بنا کر رکھ دیا ہو اور دوسرے ممالک کے لوگوں کے سیاسی حقوق کے درد سے اس کی نیند حرام ہوتی ہو۔ بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ تم نے اقلیتوں سے پوچھا تھا کہ آپ کو علیحدہ نشستوں کا نظام منظور ہے یا نہیں؟ کیا اقلیتوں کی بھلائی برائی کا فیصلہ کرنا بھی تمہارا ہی حق بنتا ہے۔ جو تمہیں بھلائی نظر آتی ہے خواہ اقلیتوں کو اپنی سیاسی موت نظر آتی ہو وہی در حقیقت بھلائی ہے کیونکہ ان بے چاروں کو بھلا کیا پتہ کہ ان کے حق میں کون سی چیز بہتر ہے۔ اسی طرح اقلیتیں شور مچا رہی ہیں کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ مت رکھیں۔ آپ شہریوں کو کیوں مذہب کے نام پر تقسیم کرتے ہیں۔ پہلے ہی ہم مذہب کی بنا پر Discriminate کئے جاتے ہیں۔ شناختی کارڈ میں مذہب درج کر دیا گیا تو جو نام کی آڑ میں بچ بچا کر نکل جاتے ہیں وہ بھی مارے جائیں گے۔ کل یہی لوگ مطالبہ کر دیں گے کہ کیونکہ بعض لوگ پھر بھی بچ نکلتے ہیں اس لئے اداروں کو اختیار دیا جائے کہ وہ انٹرویو کے وقت کپڑے اتار کر معائنہ کا حق رکھتے ہیں کہ آیا درخواست دہندہ مختون ہے یا نہیں۔

خدارا پاکستانی قوم کن جھگڑوں میں پڑ گئی ہے کہ اس کے شہریوں کا کیا مذہب ہے اور کیا نہیں۔ کیا اس سے اسلام کی کوئی خدمت ہوتی ہے۔ جس نے اسلام کو نقصان پہنچانا ہے کیا وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ہی نقصان پہنچا سکتا ہے؟ اگر کہا جائے کہ اسلام کو جہاں باہر سے خطرہ ہے وہاں اندر سے بھی ہے۔ باہر کا خطرہ کیونکہ علی الاعلان ہوتا ہے اس لئے قوم مقابلہ کے لئے تیار ہوتی ہے۔ اول تو یہ مفروضہ ہی غلط ہے۔ مسلمان ممالک پر غیر قوموں نے قبضہ کیا وہاں اس علی الاعلان خطرہ کا مقابلہ ہو سکا؟ اگر کہو کہ اندر سے غداری ہوئی تو اندر سے جنہوں نے غداری کی ان کو تو سب اب بھی مسلمان ہی تصور کرتے ہیں۔ کیا ان غداروں کو آپ کسی ایک فرقہ سے مخصوص کر سکتے ہیں۔ غدار تو ہر طبقہ اور ہر فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ تو ایک مخصوص ذہن میں ہی جنم لیتا ہے۔ جسے قومی مفاد کے مقابلہ میں انفرادی مفاد عزیز ہو، جو دولت یا شہرت کا بھوکا ہو۔ یہ لوگ ہر قوم میں، ہر طبقہ میں آپ کو مل جائیں گے۔ یہ کسی خاص طبقہ کی میراث نہیں۔ اگر اندرونی خطرہ والی بات درست ہوتی تو اس حقیقت سے ہم کس طرح فرار حاصل کر سکیں گے کہ وہ لوگ جنہیں ہم آج ولی اور بزرگ اور اپنے وقتوں کے مجدد مانتے ہیں جب وہ زندہ تھے تو کافر، زندیق اور خدا معلوم کن کن القابات سے نوازے گئے اور آج وہ قوم کے ہیرو ہیں۔ عقائد کے معاملہ کو علیحدہ رہنے دیں۔ وہ عظیم ہستیاں جنہوں نے مسلمانوں کی سماجی، اخلاقی اور تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے ساری عمریں اس جہاد میں صرف کر دیں مثلاً سر سید احمد خان صاحب مرحوم کو ہی لے لیں انہیں ان کی زندگی میں کیا کچھ نہ کہا گیا۔ وہ کافر کہلائے، ملت فروش بھی اور انگریزوں کے ایجنٹ بھی۔

ادھر عورتیں شاکی ہیں کہ انہیں بنیادی حقوق دئے جائیں۔ جو دین کے ستون کہلاتے ہیں انہوں نے دوسری طرف آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے کہ دنیا میں کسی دین، کسی معاشرہ نے اسلام جیسے حقوق عورتوں کو عطا نہیں کئے۔ یہ عجیب تضاد ہے کہ ایک طرف دعویٰ ہے سب سے زیادہ حقوق دینے کا اور دوسری طرف جنہیں یہ حقوق "عطا" ہوئے ہیں وہ سڑکوں پر نکل کر اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ کیا کوئی غیر مسلم اسے قبول کرنے کو تیار ہو گا۔ کیا آپ لوگوں کو اتنا ہی بے وقوف سمجھتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اندھے ہیں۔ انہیں عورتیں اپنے حقوق مانگتی، سڑکوں پر مارچ کرتی ہوئی نظر نہیں آتیں۔ وہ تو یہ ہی کہے گا کہ پھر یہ ہنگامہ فردا کیا ہے؟ کون سچ بول رہا ہے اور کون جھوٹ۔ اسلام نے انہیں حقوق دئے ہیں تو پھر اس کے ماننے والے نہیں دیتے ہونگے۔ کوئی تو روک بنا ہوا ہے۔ بیشتر لوگوں نے عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں محبوس کر رکھا ہے اور دعویٰ کرتے ہیں حریت اور آزادی کے۔ اگر سوال کرو تو جواب ملتا ہے کہ ہماری عورتیں تو بڑی خوش ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ عورتوں کی منڈیاں لگتی ہیں۔ وہ بھیڑ بکری کی طرح خریدی اور بیچی جاتی ہیں اور اس کا نام شادی رکھ دیا جاتا ہے۔ بے چاری مونہہ سے کچھ بول نہیں سکتی، بولے تو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ جائیداد کی خاطر ان کا بیاہ قرآن سے کر دیا جاتا ہے اور وہ سفید کپڑوں میں لپٹی زندگی کے دن کاٹ دیتی ہیں۔ یہ تو اسی طرح ہے کہ طوطا جسے دو وقت کی چوری مل رہی ہے وہ اپنے پاؤں میں پڑی زنجیر یا پنجرے کی سلاخوں کو بھول جائے۔ زنا آرڈیننس ایسا تیار کیا گیا ہے کہ عورت زنا بالجبر کی شکار بھی ہو اور وہ ہی سنگسار ہوگی۔ اسے ثابت کرنا پڑے گا کہ اس سے زبردستی زیادتی کی گئی ہے۔ وہ کہاں سے گواہ ڈھونڈتی پھرے گی کہ وہ اس میں ملوث نہ تھی۔ اور سزا وہ رکھی گئی ہے جس کا قرآن میں ذکر تک موجود نہیں۔ اگر خدانخواستہ کسی عورت کو زنا بالجبر کے نتیجہ میں حمل ہو جائے تو اول تو اس کا باپ یا غیرت مند بھائی ہی اسے موت کے گھاٹ اتار دے گا یا پھر وہ اس ناکردہ جرم کی سزا میں سنگسار ہو جائے گی۔

چھوٹے بچوں سے مشقت لی جاتی ہے۔ آپ پہلے اسلام کے مطابق معاشرہ کو تشکیل تو دے لیں جہاں ہر شہری کو بلاتفریق مذہب و ملت روٹی کپڑے اور مکان کا مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہو۔ بھوکے ننگوں سے توقع رکھنا کہ وہ جرائم سے باز رہیں۔ جسم فروخت نہ ہونگے اور بے روزگار ہوتے ہوئے نوجوان نشہ کی لعنت اور توڑ پھوڑ سے محفوظ رہ سکیں گے، یہ خیال خام ہے۔ اس کے لئے ولیوں کا ضبط اور دل گردہ چاہئے اور اگر لوگ ہی ولی بن جائیں تو حکومتوں کی ضرورت ہی نہ رہے پھر ہر کوئی اپنا فرض خود بخود بجا لائے۔

اگر فرقوں کے عقائد کی بنا پر ہی کسی نے مسلمان کہلوانا ہے تو پھر دنیا بھر میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ کون سا فرقہ ہے جس کے بزرگوں اور لیڈروں نے دوسرے فرقہ کے لوگوں کو کافر نہ کہا ہو۔ منیر کمیشن کی رپورٹ کے مطابق تو پاکستان میں مذہبی لیڈر مسلمان کی تعریف پر ہی اکٹھے نہیں ہیں تو پھر ان کو کس نے حق دیا ہے کہ وہ کسی ایک فرقہ کو جو خود کو مسلمان کہتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیں۔

انسان کو بس انسان کے ناطہ سے ہی پہچانو۔ جب بھی کوئی دوسرا واسطہ درمیان میں ڈالا جائے گا تو پھر طرف داری کا خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ خواہ یہ رشتہ خونی ہو، ملکی ہو یا مذہب اور فرقہ کی بنا پر اٹھایا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو رب العالمین کہتا ہے۔ وہ صرف رب المسلمین نہیں ہے اور اس نے آخری شریعت لانے والے نبی کو بھی رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے وہ صرف رحمت للمسلمین نہیں ہے۔ اس کے پروں کے سائے تلے ساری دنیا کی مخلوق ہے۔ یہ ایک بہت ہی بڑی فضیلت ہے اور جس روز اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے رب العالمین اور رسول اللہ کے لئے رحمت للعالمین کا لقب استعمال فرمایا مسلمانوں کے لئے تو اسی روز انسانی بنیادی حقوق کا اعلان ہو گیا تھا۔ باقی تمام انبیاء تو مخصوص قوموں اور قبائل کی طرف مبعوث فرما دئے گئے تھے۔ ایک موقعہ پر جب ایک یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے تو آپؐ نے کیا ہی شرف والا جواب دیا کہ کیا یہودی انسان نہیں ہوتے۔ تکریم انسانیت کی اس سے بڑی مثال کیا ہوگی۔ مذہب کا بندھن انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان براہ راست ہوتا ہے۔ یہ انسانوں کا آپس میں خون خرابہ کروانے کے لئے نہیں آتا۔ اس کا مقصد تو انسانوں کے درمیان اخوت اور بھائی چارہ کا رشتہ باندھنا ہوتا ہے تفرقہ نہیں۔

پاکستان کی ترقی کا راز بلکہ میں کہوں گا کہ اس کی بقا اور نجات اسی میں ہے کہ قائد اعظم کے دئے ہوئے چارٹر پر عمل پیرا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"یورپ اپنے آپ کو مہذب کہتا ہے لیکن وہاں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک خوب لڑتے رہے ہیں۔ آج بھی وہاں بعض ریاستوں میں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک خوب لڑتے ہیں۔ وہاں کی بعض ریاستوں میں آج بھی مذہبی افتراق موجود ہے۔ مگر ہماری ریاست کسی تمیز کے بغیر قائم ہو رہی ہے۔ یہاں ایک فرقے یا دوسرے فرقہ میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ یہاں ذات اور عقیدوں میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ ہم اس بنیادی اصول کے تحت کام شروع کر رہے ہیں کہ ہم ایک ریاست کے باشندے اور مساوی باشندے ہیں۔ آپ آزاد ہیں۔ آپ اس لئے آزاد ہیں کہ اپنے مندروں میں جائیں۔ آپ آزاد ہیں کہ اپنی مسجدوں میں جائیں یا پاکستان کی حدود میں اپنی کسی عبادت گاہ میں جائیں۔ آپ کا تعلق کسی مذہب، کسی عقیدہ یا کسی ذات سے ہو اس کا مملکت کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ بات بطور نصب العین اپنے سامنے رکھنی چاہئے اور آپ دیکھیں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندو، ہندو نہ رہے گا اور مسلمان، مسلمان نہیں رہے گا۔ مذہبی مفہوم میں نہیں کیونکہ یہ ہر شخص کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی مفہوم میں اس مملکت کے ایک شہری کی حیثیت سے"۔

اور ہم ہیں کہ کہاں سے کہاں نکل گئے۔

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

خطبہ جمعہ

صفات باری تعالیٰ پر غور کرنا اور کرتے رہنا ہمارے لئے بے انتہا ضروری ہے اور اس غور کے نتیجے میں درحقیقت ہم اپنی جنت بنا رہے ہونگے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۹۵ء مطابق ۱۲ ہجرت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن، برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ (الحشر: ۲۳)

صفات باری تعالیٰ کا جو مضمون شروع ہے یہ بعض پہلوؤں سے آسان ہے، بعض پہلوؤں سے مشکل اور جو مشکل پہلو ہیں ان کی دراصل انتہا کوئی نہیں وہ لامتناہی سلسلہ ہے۔ مثلاً صفت ربوبیت کو لیں ہر چیز جو کائنات میں کسی نہ کسی ذریعے سے زندہ رہ رہی ہے وہ اول طور پر صفت ربوبیت کا مظہر بھی ہے اور اس کی واقف بھی ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ کیڑا، زندگی کی ادنیٰ قسم کو لے لیجئے اس کا رب سے وابستہ ہے لیکن وہ چیز اس واسطے سے جو رب کو سمجھ رہی ہے رب وہاں ختم تو نہیں ہو جاتا۔ رب تو اس پہلو سے شروع ہوتا ہے بلکہ اس سے آگے بھی شروع ہے اور اس کو یہ بھی نہیں پتہ کہ مجھ سے ادنیٰ کون سی حالتیں ہیں جو ربوبیت کی محتاج ہیں اور پھر جوں جوں آگے ترقی ہوتی چلی جاتی ہے ربوبیت زیادہ شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ مادی دنیا میں بھی ربوبیت کا یہی منظر ہے روحانی دنیا میں بھی یہی منظر ہے اور وہ خدا جو حضرت محمدؐ رسول اللہ پر ربوبیت سے جلوہ گر ہوا جس نے یہ فرمایا "الحمد للہ رب العالمین" تمام تر تعریف کو ربوبیت کے ساتھ اکٹھا کر دیا اور تمام جہانوں کا رب قرار دے کر تمام تعریف کو اکٹھا کیا۔

اب اس پہلو سے صرف الحمد کے ربوبیت کے تعلق کو ہی آپ دیکھیں تو ایک لامتناہی مضمون ہے جو سلسلہ ختم ہی ہونے میں نہیں آئے گا۔ اس لحاظ سے آسان بھی ہے اور مشکل بھی ہے اور جب میں وقت کی کمی کے خیال سے تیز گزرنے کی کوشش کرتا ہوں تو لوگوں کی طرف سے، اچھے بھلے علماء کی طرف سے بھی یہ خط ملتے ہیں کہ آپ کا مضمون کچھ تو دماغ میں سے گزرا کچھ سر کے اوپر سے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم Concentrate نہیں کر سکے اپنے آپ کو پوری طرح۔ یعنی غور کرتے کرتے کسی پہلو میں اٹکے ہیں تو دوسرا پہلو گزر گیا۔ اس لئے آہستہ بیان کریں۔ اب اگر آہستہ بیان کیا جائے تو پھر یہ ساری عمر ایک ہی سلسلہ جاری رہے گا اور ضرورت کی باتیں جو وقتاً فوقتاً پیش آتی ہیں ان سے کلیۃً صرف نظر کرنا ہو گا۔ اس لئے کوشش میں کر رہا ہوں ذہنی طور پر کوئی ایسی ترتیب دے لوں کہ کچھ نمونے آپ کے سامنے رکھ دوں اور باقی انہی نمونوں پر غور کر کے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے علم چاہیں اور خود ہی یہ سفر طے کرنا شروع کریں۔

"عالم الغيب والشهادة" کی بات ہو رہی تھی۔ اب آپ دیکھیں کہ قرآن کریم میں لفظ غیب، انچاس (۴۹) دفعہ استعمال ہوا ہے اور قرآن کریم کا یہ اسلوب ہے کہ اگرچہ ایک ہی لفظ بار بار استعمال ہو رہا ہے مگر کسی نہ کسی پہلو سے کوئی نیا جلوہ رکھتا ہے، کوئی نیا رنگ رکھتا ہے اور اس تعلق سے کبھی خدا تعالیٰ کے اسماء پر انسان کو غور کرنے کا موقع ملتا ہے، کبھی مخلوقات کے اوپر غور کرنے کا اور ان کی بے بسی کا تصور باندھنے کا موقع ملتا ہے۔ اور چار دفعہ غیوب کا لفظ استعمال ہوا ہے جمع میں "علام الغیوب" اور جہاں غیب کا ہے وہاں عموماً "عالم الغیب" ہے جہاں غیوب کا ہے وہاں "علام الغیوب" ہے یعنی غیب زیادہ ہیں تو علم بھی بہت زیادہ چاہئے اور مبالغہ کی صفت استعمال ہوئی ہے غیر معمولی غیب کا علم رکھنے والا ہے اور غیب ایک نہیں ہے کئی غیب ہیں۔

اب یہی مضمون آپ دیکھ لیں غیب ایک نہیں ہے کئی ہیں۔ اس پر غور کریں تو عقل ورطہ حیرت میں ڈوب جاتی ہے اور غیب کا سفر ہمارے علم کے مطابق اپنے تصور سے طے ہو ہی نہیں سکتا، ناممکن ہے۔ کیونکہ ہر غیب کے پیچھے ایک اور غیب ابھرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس میں آپ جہات کی بات سوچ لیں۔ ہم شش جہات کی بات کرتے ہیں دراصل وہ تین جہات ہیں اوپر کو ایک جہت کہتے ہیں نیچے کو ایک جہت۔ تین جہات ہیں اور چوتھی جہت وقت کی ہے تو چار جہات کے اندر ہم محدود ہیں۔ چار جہات سے باہر کا تصور حساب دان کرتے ہیں۔ حسابی رو سے اگر Two Dimensional World ہو تو کیا ہو گا Five Dimensional ہو تو کیا ہو گا اور یہاں تک تو بہرحال ان کا غور اور تدبر انہیں پہنچا چکا ہے یا اس کا تصور باندھ سکتے ہیں کہ اس کائنات میں اسی وقت اور اسی Space، اسی مکانیت میں ایسے بھی جہان ہو سکتے ہیں جن کی Dimensions مختلف ہوں اور ان کا ہم سے کوئی دور کا بھی تعلق نہ ہو ایک ہی جگہ رہتے ہوئے۔ اب اسی پر غور کریں تو آپ کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حقانیت پر کامل یقین پیدا ہوتا ہے، ادنیٰ بھی آپ کی حقانیت پر شبہ باقی نہیں رہتا۔ اس زمانے میں جب کہ وقت کا مکان کا تصور بالکل اور تھا، اس زمانے میں آپ پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ جنت ایسی چیز ہے "عرضها السماوات والارض" کہ اس کا دائرہ زمین و آسمان پر پھیلا پڑا ہے۔ کوئی چیز بھی جسے آپ کائنات کہتے ہیں وہ جنت کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔ اب یہ سوال کہ جنت کا دائرہ زمین و آسمان پر محیط ہے صحابہ سمجھ نہیں سکے اور ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ پھر جہنم کہاں ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا وہیں، لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ تو جس خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ Dimensions کا شعور اس وقت عطا کیا تھا جب کہ تمام عالم کی عقل کل ہی اس شعور کے قدموں تک بھی نہیں پہنچ سکی تھی حیرت انگیز بات ہے۔ عرب کا ایک ان پڑھ انسان جس کی ساری قوم امی کہلا رہی تھی اس میں سے ایک شخص اٹھتا ہے اور اس پر ایسا کلام نازل ہوتا ہے جو اسے غیب کی خبریں دیتا ہے اور غیب کی خبروں کی حکمتوں سے آگاہ فرماتا ہے اور کئی قسم کے غیب اس میں موجود ہیں اس خبر میں، یہ ایسی خبر دی گئی ہے جس سے آپ کے زمانے کے تمام انسان غیب میں تھے یا یہ خبر ان سے پردہ غیب میں تھی اور آپؐ کو عطا کی گئی اور جس چیز کی خبر عطا کی گئی وہ غیب در غیب کی خبر ہے کہ تم جس دنیا کو سمجھتے ہو، ہم جانتے ہیں اس میں سے اکثر کو تو جانتے ہی نہیں لیکن اس کا جو عمومی تصور باندھتے ہو اس سے بھی پرے اور چیزیں ہیں۔

تو "علام الغیوب" کا جو لفظ ہے اس نے بتایا کہ غیبوں کے بھی جہان ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا جہان ابھرتا چلا جاتا ہے تو سوچ کی کوئی آخری حد ہی باقی نہیں رہتی۔ اب یہ مضمون کوئی سمجھے گا کہ شاید علمی چسکے کی باتیں ہیں، بالکل غلط بات ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کا مذہب کی حقیقت سے بنیادی تعلق ہے اور جسے سمجھے بغیر مذہب کی غرض وغایت پوری ہو ہی نہیں سکتی یعنی کچھ نہ کچھ حصہ ہم پا سکتے ہیں جیسے ایک کیڑا اپنے رب کو جانتا ہے۔ لیکن جس مقام پر ہمارا شعور پہنچایا گیا ہے ہمارے لئے جو ربوبیت کی مختلف جہتیں کھول دی گئی ہیں۔ ان پر غور نہ کرنا تو نسبتی لحاظ سے کیڑا بنے رہنے کے مترادف ہے اور جو لوگ پھر کیڑا بنتے ہیں ان کا ذہن پھر کیڑوں والا ہونا شروع ہو جاتا ہے ان کو رزق سے صرف اتنی نسبت ہے کہ کھایا پیٹ بھرا اور سو گئے اور یا دنیا کے عیشوں میں مبتلا ہوئے اور وہ ہاتھ جس نے رزق دیا ہے اس ہاتھ کی لمس تک کو نہیں پہچان سکتے۔

تو اس لئے جو صفات باری تعالیٰ کا مضمون ہے یہ کوئی محض علمی نخرہ نہیں ہے، یہ حقیقت میں خدا سے تعلق باندھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ جس عظمت کا خدا حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ پر ظاہر ہوا وہ آپ تک محدود رہنے کی خاطر ظاہر نہیں ہوا بلکہ رحمۃ للعالمین کا مطلب ہے اس خدا کے جلوے تمام جہانوں کے لئے میسر فرما دیئے گئے، کسی جہان کے لئے بھی کوئی کنجوسی نہیں کی گئی، کسی قسم کی چیز روک نہیں رکھی گئی، کل عالم کے لئے دعوت عام دے دی گئی، یہ خدا جلوہ گر ہوا ہے آؤ اور اس کو دیکھو۔ تو اس پر غور کئے بغیر، اس کی صفات کا سفر کئے بغیر کیسے خدا اپنی پوری شان کے ساتھ نہیں تو کچھ نہ کچھ اس شان کے نمونے کے طور پر ظاہر ہو سکتا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ظاہر فرمائی گئی۔ اور حقیقت میں ہم اس دنیا میں صفات باری تعالیٰ میں جتنا سفر کرتے ہیں ویسی ہی اپنے لئے جنت بناتے ہیں۔ جنتیں بھی بے شمار ہیں اور غیب میں ہیں۔ جنتوں میں بھی بہت سے غیوب ہیں اور جنت نام ہے صفات باری تعالیٰ کا، اس کے سوا کوئی جنت نہیں ہے۔

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ فرمایا تو اس میں بہت گہرے علوم بیان فرما دیئے گئے اور "فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" (الفجر: ۳۰)۔ اس میں بھی جو میری جنت فرمایا گیا ہے وہ دراصل جنت کی وہ اعلیٰ تر صورت کا نام ہے جو خالصۃً صفات باری تعالیٰ سے بنتی

ہے اس میں دوسرے کی خواہش کا کوئی دخل نہیں۔ "رَاضیۃ مرضیۃ" (الفجر:۲۹) ہو کر داخل ہو۔ کس میں ؟ میری جنت میں۔ اور یہاں وہ جنت نہیں ہے جس میں فرمایا "مما یشتہون" (المرسلات:۴۳) ان کو وہ چیزیں بھی ملیں گی جس کی وہ اشتہا کرتے ہیں۔ اشتہاء اس کے سوا ہے ہی کوئی نہیں کہ مرضیہ رہیں۔ راضی رہیں اس بات پر جس پر خدا راضی ہے۔ اس کے بعد اپنی خواہش کہاں باقی رہی کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ تو اس لئے اس مضمون کو اگر ٹھہر ٹھہر کر کھول کھول کر بیان کیا جائے تو ایک ہی چھوٹی سی شاخ پر کھڑے ہو کر ایک لمبا زندگی کا وقت اور اس کا سفر طے کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ بہر حال کچھ نمونے ہیں جو دینے ہونگے تاکہ ان رستوں پر چل کر آپ غور کریں اور صفات باری تعالیٰ کو کوئی آسمانی ایسا مضمون نہ سمجھیں جو اوپر ہے۔ وہ ایسا مضمون ہے جو زمین پر اترتا ہے اور انبیاء کے ذریعے اترتا ہے۔

جس عظمت کا خدا حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ پر ظاہر ہوا وہ آپ تک محدود رہنے کی خاطر ظاہر نہیں ہوا بلکہ رحمۃ للعالمین کا مطلب ہے اس خدا کے جلوے تمام جہانوں کے لئے میسر فرمادئے گئے

حضرت مسیحؑ نے جو دعا مانگی تھی کہ اے خدا جو آسمان پر ہے زمین پر بھی اتر۔ وہ حقیقت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں پوری ہوئی ہے۔ آپ کے جلوے کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔ وہ جو آسمان پر خدا تھا گویا زمین پر اتر آیا اور وہ صفات سے اترتا ہے۔ وہ کوئی جسمانی سفر طے کر کے تو نہیں آتا، کوئی وقت لگا کر تو نہیں پہنچتا وہ صفات کے ساتھ اترتا ہے۔ پس جو اترا ہو اس کو دیکھ نہ سکیں دیکھیں تو اس کو سمجھ نہ سکیں اور اس پر غور کرنے کی توجہ پیدا نہ ہو یہ اندھی زندگی ہے اور اندھی زندگی کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ "من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ" کہ جو اس دنیا میں اندھا رہا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اٹھے گا۔ مومن تو اندھا نہیں ہوتا مگر مومن کی دیکھنے کی طاقتوں میں فرق ہے اور روز بروز عرفان کے ساتھ وہ فرق بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جو کافر ہے وہ تو کھاتا ہے اللہ کی دین اور ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں سوچتا کہ دینے والا ہاتھ کون سا ہے۔ مومن "الحمد للہ" کہہ کر، شکر کر کے روٹی کھا لیتا ہے۔ اور ایک تعلق ربوبیت سے قائم کر لیتا ہے جو باشعور تعلق ہے لیکن وہ روٹی کیسے آئی، ربوبیت کیا معنے رکھتی ہے۔ اس کی تفاصیل نہاں در نہاں اس کی کیفیات اصل جنت تو وہاں سے شروع ہوتی ہے تو دروازے پر کھڑے ہو جانا اور جنت میں داخل نہ ہونا یہ تو بڑے نقصان کا سودا ہے۔

پس اس پہلو سے اس مضمون کو جو میں شروع کر چکا ہوں اسے آپ کوئی ثانوی ذوقی مضمون نہ سمجھیں کہ اہل علم کی باتیں ہیں وہ سوچتے رہیں ہمیں تو سیدھا سادہ پیغام ملنا چاہئے۔ سیدھا سادہ پیغام یہی ہے کہ اس کا کھوج لگایا جائے اس کے پیچھے چلا جائے اس کی اطاعت کی جائے اور وہ یہ ہے "عالم الغیب والشہادۃ" پہلی بات ہی عالم الغیب سے شروع کی گئی اور غیب کے چکر میں ڈال کر ایک ایسا سفر شروع کرا دیا جس کی غیب کے تعلق ہی میں کوئی انتہا نہیں اور ایک ایسا نیا مضمون عطا فرمایا جو پہلے کبھی کسی مذہب کو عطا نہیں کیا گیا۔ جہاں تک میری تحقیق کا تعلق ہے مجھے ایک عرصہ پہلے اس بات کی جستجو ہوئی کہ دیکھوں غیب کا مضمون دوسرے مذاہب میں بھی ملتا ہے کہ نہیں تو کہیں نظر نہیں آیا۔ کم سے کم میری آنکھوں سے تو وہ غائب رہا۔ اگر کسی کو علم ہو کہ جس طرح قرآن کریم نے غیب کے مضمون کو اٹھایا ہے اور اس پر روشنی ڈالی ہے کسی اور مذہب میں یہ تصور موجود ہے تو دکھائے۔ یہ چیلنج نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں۔ اگر ہے تو نسبتاً ادنیٰ حالت میں پایا جائے گا۔

اسلام نے جو غیب کا مضمون بیان فرمایا ہے یہ تو رفعتوں کی انتہا ہے اور پہلی بات جو انقلابی اس میں دکھائی دیتی ہے اس پر آپ کو میں غور کی دعوت دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ توحید کے لئے حقیقت میں غیب پر ایمان لانا ازبس ضروری ہے کیونکہ اس سے پہلے جتنے بھی شرک کے مذاہب ہیں یا جو مذاہب شرک میں تبدیل ہوئے وہ اس وجہ سے تھا کہ وہ ظاہر جو چیز سامنے ہو اسی پر ایمان لاسکتے تھے۔ اس لئے ان کا ظاہر تھا جس پر وہ ایمان لاتے تھے اس ظاہر کا پیچھے ایک سایہ بنتا تھا جسے وہ سمجھتے تھے وہ غیب میں ہے لیکن ایمان نہیں لاسکتے تھے اس پر جب تک سامنے ظاہر طور پر بت دکھائی نہ دے۔ کوئی درخت، کوئی سورج، کوئی چاند، کوئی سمندر، کوئی طوفان یہ چیزیں ان کے لئے ظاہری عبادت کے لئے تھیں اور اس کے پردے میں وہ سوچتے تھے کہ کچھ اور بھی ہوگا اور اس کے سوا کچھ اور ان میں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس لئے اس کی صفات اس سے آگے کبھی نہیں بڑھ سکیں جتنی ظاہر کی صفات تھیں۔

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 8611

اب اس پر آپ غور کر کے دیکھیں کہ جنہوں نے سورج کی پرستش کی ہے ان کی دیومالائی کہانیاں پڑھ لیں ان میں سورج کی بھی تمام صفات کا بیان نہیں ہے سورج کی صرف چند صفات ان کو نظر آتی ہیں اور وہی ان کے دیوتا کی جلوہ گری ہے بس۔ تو ایمان ظاہر پر لائے ہیں غیب پر ایمان لائے ہی کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ نے پہلی دفعہ یہ نمایاں چیلنج کر کے انسان کے دماغ کو بیدار کیا ہے کہ غیب پر ایمان لاؤ گے تو پھر ظاہر کی سمجھ آئے گی ورنہ آئے گی ہی نہیں۔ اور ذات باری تعالیٰ غیب نہیں ہے، غیب میں ہے۔ اب ان دو چیزوں میں بھی فرق ہے اللہ تعالیٰ کا نام غیب نہیں ہے۔ اللہ کا نام حاضر بھی نہیں ہے یا ہو تو میرے علم میں نہیں۔ حاضر ہونا تو ممکن ہے مگر غیب خدا کا نام نہیں ہے۔ اللہ کا نام ظاہر ہے اور باطن ہے وہ ظاہر بھی ہوتا ہے اور باطن میں بھی ہے اور باطن کا مطلب ہے غیب کے پردوں میں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں غیب کی تعریف فرمائی وہاں اللہ کو غیب قرار نہیں دیا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ "عالم الغیب" کا مطلب یہ ہے اپنے ناموں کو، اپنی صفات کو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کیونکہ ہر غیب کا وہ واقف ہے اور اس کی صفات کا ایک بہت ہی عظیم حصہ جس کو ظاہر کے مقابل پر کوئی ایسی نسبت ہے جسے ہم سمجھ نہیں سکتے، وہ غیب ہے خدا جس پر قدم رکھتا ہے اور تمہیں اس پر ایمان لانے کی ہدایت کرتا ہے۔ یہ ایمان کیوں ضروری ہے غیب پر ایمان لانا اس کے متعلق قرآن کریم کی وہ آیات جن کا میں نے ذکر کیا ہے کہ انچاس آیات ہیں جو لفظ غیب کے مضمون پر روشنی ڈال رہی ہیں مختلف پہلوؤں سے۔ ان میں سے بعض ایسی آیات ہیں جن کا انسانوں سے بھی تعلق ہے اس لئے ان کو نکال بھی دیں تو اکثر وہ صفات ہیں جو خدا تعالیٰ کے علم غیب سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ ضروری اس لئے ہے کہ فائدے بھی غیب میں مضمر ہیں اور خطرات بھی غیب میں مضمر ہیں۔

ایک آئس برگ جو سمندر میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے، برف کا تودا بعض دفعہ ایک چھوٹا پہاڑ ہے جو ڈوبا ہوا ہے اس کا صرف ۱/۱۰ حصہ سمندر کی سطح سے باہر دکھائی دیتا ہے باقی نیچے ہے۔ جن کو پتہ نہ ہو وہ اس کو ایک معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ بعض دفعہ چھوٹا سا ٹکڑا باہر دکھائی دیتا ہے چھوٹی پہاڑی یا ٹیلہ سمجھ لیں ڈوبا ہوا ہے اور ایک پورا ۹/۱۰ حصہ اس کا اندر ہوتا ہے جو جہازوں کے پرخچے اڑا دیتا ہے۔ جب ٹکر لگے تو بڑے بڑے جہاز اس سے غرق ہو جاتے ہیں۔ بعض ایسے جہاز جن کے متعلق قوموں نے دعوے کئے تھے، خود انگلستان نے ایک ایسا جہاز بنایا تھا جس پہ دعویٰ تھا کہ آج تک اس سے زیادہ کامل جہاز کبھی نہیں بنایا گیا، پہلے سفر میں ہی آئس برگ سے ٹکرا کر ڈوب گیا کچھ بھی اس کا باقی نہ رہا۔ تو وہ ذات جو چھپی ہوئی ہو، اس کے منفی پہلو، اس کی ایسی طرف ظاہر ہونا جو اس سے ٹکرا دے تمہیں، جو اس کے ساتھ تصادم پیدا کر دے، نہایت ہولناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ یہ لاعلمی نہایت خطرناک نتائج پیدا کر سکتی ہے اور فوائد چھپے ہوئے ہوں اور آپ کو علم نہ ہو تو آپ ان سے استفادہ کر سکیں گے۔ تو ہمارے لئے منفی پہلو سے بھی اور مثبت سے بھی عالم الغیب پر غور ضروری ہے اور اس پہ جوں جوں آپ غور کرتے ہیں نئے نئے پردے اٹھتے ہیں غیب سے اور ان کے پیچھے اور غیب دکھائی دینے لگتا ہے کہ پیچھے بھی کچھ ہے، ایک لامتناہی سفر ہے۔

اب آپ دیکھ لیجئے کہ غیب کے تعلق میں جب تک ہم زندہ ہیں اور باشعور ہیں ہم سمجھتے ہیں سب کچھ دکھائی دے رہا ہے حالانکہ زمانہ بحیثیت زمانہ اکثر غیب میں ڈوبا ہوا ہے۔ شعور جب کچھ دیر کے لئے ابھرتا ہے ایک انسان کا تو اس کی زندگی کے ساتھ ایک عالم وجود میں آتا ہے جیسے مچھلی بعض دفعہ سانس لینے کے لئے ذرا سی اوپر اچھلتی ہے اور پھر ڈوب جاتی ہے۔ وہ چند لمحے جن میں گرمیوں میں خصوصاً جب پانی میں آکسیجن کی کمی ہو جائے تو مچھلیاں سطح پر ابھرتی ہیں اور منہ مار کر واپس چلی جاتی ہیں وہ چند لمحے اس کی زندگی کے ساتھ جو نسبت رکھتے ہیں اس سے بھی زیادہ نسبت ہمارے غیب کے شعور یا عالم وجود کے شعور کو عالم غیب سے ہے۔ ایک ذات ابھرتی ہے اور دراصل اس کے ساتھ ایک جہان ابھرتا ہے اور وہ چند لمحے جو اس نے شعور کے گزارے اس کو ارد گرد کچھ دکھائی دیتا ہے اور اس لئے جہانوں کا نام عالمین رکھا گیا۔ عالم کا مطلب ہے جس کو معلوم کیا جائے، جس کا علم ہو۔ تو عالم کا وجود ہی علم سے تعلق رکھتا ہے اور عالم پردہ غیب سے اچھلتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے، اچھلتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے۔ ہر آدمی کے پیدا ہونے کے ساتھ ایک عالم پیدا ہوتا ہے اور ہر آدمی کے مرجانے کے ساتھ ایک عالم مرجاتا ہے، ہر کیڑے کے مرجانے کے ساتھ ایک عالم مرجاتا ہے۔

قرآن کریم نے ان مضامین کو مختلف جگہوں پر بہت ہی لطیف انداز میں بیان فرمایا ہے لیکن اگر آپ غور کریں تو آپ کو سمجھ آئے گی ورنہ آیات پڑھ کر آپ چپکے سے آگے گزر جائیں گے۔ جب حضرت آدم کے ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کو قتل کیا تو اس وقت قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم نے یہ لکھ دیا ہے اب بنی اسرائیل پر کہ اس کے بعد یہ سلسلہ یوں سمجھا جائے گا کہ اگر کسی نے ایک شخص کو قتل کیا تو گویا اس

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

نے سب کو قتل کر دیا۔ اب یہ کیسے قتل کر دیا سب کو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ اپنے ساتھ ایک کل عالم کا تصور لئے ہوئے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک اس طرح ہے۔ جب ایک مرتا ہے تو وہ عالم ساتھ مرتا ہے اور عالم وہ چیز ہے جو خدا نے پیدا کی ہے اور ہماری ذات کی خاطر، ہمارے شعور کی خاطر وہ آئینے ہیں جن کے رستے سے ہم خدا کو دیکھتے ہیں۔ تو بہت بڑا گناہ ہے کہ اللہ نے ایک بامقصد ایک منصوبے کے ساتھ ایک چیز کو پیدا فرمایا، اور ہر وجود کے ساتھ ایک عالم وابستہ ہے، اور اس عالم کو کوئی شخص مار دے تو ایک آدمی نہیں مرا خدا کے بہت سے جلوے جو دیکھے جارہے تھے اب دکھائی نہیں دے رہے۔ اسی بات پر غور کرتے ہوئے بعض فلسفیوں نے یہ بھی کہا کہ دراصل علم ہی ہے اور کچھ بھی نہیں۔ اگر علم نہ ہو تو ہر چیز ختم ہے۔ وہ اس دلیل کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ دیکھ لو ہم سب جو انسان ہیں ہمارا ایک شعور ہے عالم کا۔ اگر ہم نہ ہوتے تو کوئی شعور باقی نہ رہتا، کوئی نہ رہتا۔ تو جیسا عالم تھا ویسا نہیں۔ اس کا ہونا اس کی حرکات، اس کی مختلف جہتوں سے آپس میں ٹکرانا، یا تعلقات قائم کرنا اور ان کے اثرات پیدا ہونا یہ ساری چیزیں وہ فلسفی کہتے ہیں کہ ہماری سوچ سے تعلق رکھتی ہیں اور ہم نہ ہوں تو کچھ بھی نہیں گویا کل عالم ختم ہو گیا۔ مگر قرآن کریم اس مضمون کو سورہ فاتحہ ہی میں توڑ رہا ہے "الحمد للہ رب العالمین" تم ہو یا نہ ہو، ایک زاویے سے ایک رب ہے جس کا ہر عالم سے تعلق ہے تمہارے مٹنے سے عالم نہیں مٹ سکے گا۔ کیونکہ تمہارے مٹنے سے اگر کوئی عالم مٹتا ہے تو ایک بہت محدود عالم مٹتا ہے۔ ایک ایسا عالم مٹتا ہے جس کے ظاہری کچھ نقوش تمہارے ذہن میں ہیں اس سے زیادہ تمہیں کوئی علم نہیں اس عالم کے ساتھ جو بے انتہا غیب وابستہ ہیں ان کا تمہیں کوئی تصور نہیں ہے جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا ہے عالم کا تصور پھیلتا چلا جارہا ہے اور جو تصور پھیلتا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ ابھی ہمیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوا اور عالم کا ایک لامتناہی طور پر زیادہ حصہ ہے جو ہماری نظر سے غائب ہے۔ تو رب العالمین نے یہ بتا دیا کہ واہمہ نہیں ہے عالم جو خدا نے پیدا کیا ہے اس کو کسی موت سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیوں کہ جو اس کی کنہ کو جانتا ہے جو اس کے غیب کو جانتا ہے جو اس کے حاضر، اس کے شاہد کو جانتا ہے وہ خدا موجود ہے اور اسی کے تعلق سے وہ عالم قائم ہے تو تمہارے مرنے سے کیسے مٹ سکتا ہے مگر تم جب ایک دوسرے کو مارتے ہو تو انسانی سطح پر جو عالم ابھرتے ہیں وہ ایک ابھرے ہوئے عالم کو ڈبو دیتے ہیں اور چونکہ تم مالک نہیں ہو، رب نہیں ہو اس لئے جواب دہ ہو گے۔ تو درحقیقت یہ زندگی کے جتنے ادوار ہیں یہ سب نئے عالم لے کر آتے ہیں۔ ایک آج کی نسل کو اگر آپ سو سال دے لیں جیسا کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ آج سے سو سال تک کوئی بھی وہ نہیں رہے گا جو آج یہاں ہے، سب فنا ہو جائیں گے۔ یعنی اس میں ایک یہ بھی پیش گوئی تھی کہ جو بچہ آج پیدا ہوگا وہ سو سال سے زیادہ عمر نہیں پائے گا۔ جو اس سے پہلے تھے وہ پا سکتے تھے چنانچہ بعض صحابہ کی عمر سو سے اوپر ہوئی لیکن اس فرمان سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ اب سو سال میں ایک پورا عالم بدل گیا یعنی عالم ایسا بدلا کہ تمام جو عالم کو سمجھنے والے تھے ہر ایک کی سوچ میں ایک عالم تھا اس سب کا مجموعہ بدل گیا۔ عالم کے سمندر کا قطرہ قطرہ بدل گیا اور اس کے باوجود عالم اپنی جگہ قائم تھا لیکن اس کی سوچ بدل گئی، اس کی کیفیات بدل گئیں اور ان میں پھر ایسے بھی لوگ تھے جو باشعور تھے جو اللہ سے تعلق رکھتے تھے ان کی سوچوں میں عالم کا کچھ اور ہی مطلب تھا، کچھ دہریہ اور دنیا دار اور بگڑے ہوئے اہل کتاب بھی تھے جن کے ہاں عالم کی کوئی اور تصویر تھی تو حقیقت میں ہر زمانے کا انسان ایک عالم کی سوچ لے کر پیدا ہوتا ہے، ایک عالم کی سوچ لے کر مرجاتا ہے اور وہ خود غیب سے آتا ہے اور غیب میں داخل ہو جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جس کا آغاز غیب ہو، جس کا انجام غیب ہو، وہ غیب پر غور ہی نہ کرے؟ آخر آیا کہاں سے اور کیوں آیا ہے اور کدھر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا " انا للہ وانا الیہ راجعون " (البقرہ: ۱۵۷) کہ جس غیب سے تم ابھرے ہو وہ عدم نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے اللہ موجود تھا اور اللہ کی قدرت سے تم وجود میں آئے ہو اس کی طاقتیں لے کر اس کے امر کے ساتھ، جتنی تمہیں عطا کی گئیں ان کو لے کر آئے ہو لیکن پھر آگے جواب دہی ہے اور تم نے واپس اسی غیب میں ڈوبنا ہے جس غیب سے ابھرے ہو اور وہاں بھی وہی خدا موجود ہو گا۔ تو تم وقتی طور پر غیب سے شاہد کی دنیا میں ابھرتے ہو لیکن پھر تم نے غیب کی دنیا میں ڈوب جانا ہے اور وہاں رحمان خدا بحیثیت رحیم تمہارا منتظر ہو گا۔ اب جو جواب دہی ہے وہ دراصل رحیم کے سامنے ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں جو فرمایا ہے "عالم الغیب والشہادۃ" ساتھ فرمایا "ھو الرحمان الرحیم" وہ رحمان بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔

رحمان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں جہاں قلم اٹھایا ہے یا لب کشائی فرمائی وہاں اس مضمون پر زور دیا کہ رحمان وہ ذات ہے جو درحقیقت بن مانگے دینے والی یعنی عدم سے اس طرح پیدا کرنے والی کہ اس کا مطالبہ کرنے والا ابھی تھا ہی کچھ نہیں اور کامل طور پر غیب پر رحمان کی حکمرانی ہے۔ غیب سے جو رونما ہوتا ہے وہ غیب کے سہارے سے اس کے امر سے رونما ہوتا ہے۔ رحمان کے سہارے اور رحمان کے امر سے رونما ہوتا ہے۔ اس کے بعد رحمانیت ایک اور رنگ میں پھر ساتھ دیتی ہے اور وہ حاضر کی دنیا میں رحیمیت بن جاتی ہے۔ رحمان تو وہ جس نے سب کچھ دے دیا اس کے بعد حاضر دنیا میں اس کے اور بھی معنے ہیں میں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں اس تعلق میں یہ سمجھ لیں کہ غیب ہے جہاں سے آپ ابھرے۔ آپ نے کب مطالبہ کیا تھا کہ اے خدا مجھے پیدا کر اور اے خدا میری یہ یہ ضرورتیں ہیں یہ پیدا کرنا اور جب میں اور میری جنس ترقی کر جائیں تو اس زمانے کی ضرورتیں بھی ہمیں مہیا ہونی شروع ہو جائیں جب تک ہماری عقل تیل کا استعمال نہ جانتی ہو تیل بے شک نظروں سے اوجھل رہے۔ جب ایسی مشینیں سوچنے کی طاقت پیدا ہو جائے اور بنانے کی طاقت پیدا ہو جائے جو تیل کے بغیر چل ہی نہیں سکتیں تو پھر ہمیں تیل بھی عطا کر دینا اور پھر اے خدا جب یہ خطرہ ہو کہ تیل ختم ہونے والا ہو گیا ہے اور انسانی سوچ ایسی مشینیں بھی ایجاد کر لے یا ان کی صلاحیت رکھتی ہو کہ اٹامک انرجی سے فائدہ اٹھا سکے تو پھر اس پر ایٹم کے راز روشن کرنا اور وہ دھاتیں مہیا کرنا جو ایٹم کی انرجی کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور زمین ان بھاری دھاتوں کو پھر اچھال دے اس کے لئے، کیا یہ سب مطالبے آپ میں سے کسی نے کئے تھے؟ ہم میں سے کسی نے کئے ہیں؟ جو ہے ہی نہیں وہ غیب میں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ تو ایسا غیب ہے کہ اپنے باپ کی شادی سے پہلے وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں تھا تو کہاں تھا؟ کیا تھا میرا؟ تو کائنات میں زمین کے پیدا ہونے سے پہلے وہ کیا سوچ سکتا تھا؟ کیا مانگ سکتا تھا لیکن رحمان خدا ہے جس کی غیب پر کامل راج دہانی ہے۔ اس پہلو سے بھی اس کا توحید سے بڑا گہرا تعلق ہے اول تو یہ کہ ظاہر کی عبادت نہیں کرنی۔ اصل غیب ہے غیب کی عبادت کرو گے تو پھر تمہیں حقیقت میں توحید کے معنے سمجھ آئیں گے۔ غیب میں جو ہے اس کی عبادت کرو۔ اور خدا کی ذات کی شناخت کوئی انسان خود کر ہی نہیں سکتا مگر جو عرفان اس نے ہمیں بخشا ہے اس سے یہ بات تو قطعی طور پر ثابت ہے کہ خدا کی ذات کا عرفان جتنا عطا بھی کیا گیا ہے اس کا کروڑواں حصہ بھی وہ لوگ نہیں سمجھتے جن کو عطا کیا گیا ہے اور اکثر غیب ہی غیب ہے۔ تو ذات کا سفر کرنا ہو تو غیب کو اہمیت ہے اور غیب میں ڈوبنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر دوسرے پہلوؤں سے اپنے آغاز اور اپنے انجام کی بات سوچیں تب غیب پر غور کرنے کی ضرورت ہے اس کے بغیر آپ کو درحقیقت غیب کی سمجھ نہیں آئے گی۔ اور جب صفت رحمانیت کے ساتھ غیب کا تعلق سوچتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ عالم غیب پر اس کی بلا شرکت غیرے راج دہانی ہے۔ کوئی اور نہیں ہے جو غیب کا علم رکھتا ہو۔ اس کے سوا کوئی اور نہیں ہے جو غیب میں کچھ عطا فرما سکتا ہو، کچھ پیدا کر سکتا ہو۔ ہر پہلو سے غیب کا مضمون آپ کو لامتناہی جہانوں میں لے چلتا ہے جس پر غور کریں تو عجیب و غریب، نئے سے نئے مطالب آپ کے سامنے پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مختصراً تا سردست میں یہ بات کہہ کر رحیمیت سے اب اس کا تعلق جوڑتا ہوں۔

> **صفات باری تعالیٰ کو کوئی آسمانی ایسا مضمون نہ سمجھیں جو اوپر ہے۔ وہ ایسا مضمون ہے جو زمین پر اترتا ہے اور انبیاء کے ذریعہ اترتا ہے**

رحیمیت کا مطلب ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بہت ہی لطیف معنے اور بار بار کئے ہیں اتنے کہ ذہن میں خوب پیوست ہو جائیں وہ یہ ہیں کہ وہ جو اعمال کی جزاء مترتب کرنے والا ہے۔ آپ نے رحمان خدا سے جو کچھ پایا اس کا حساب دینا ہو گا اور اگر اس کو استعمال کر کے آپ رحمان خدا کے قریب ہوتے ہیں تو ہر اس قدم کی جو خدا کی اس سمت میں، رحمان کی طرف اٹھتا ہے اس کی جزاء رحیمیت دیتی ہے۔ اب ایک نئی عطا ہے یہ۔ رحمانیت سے فائدہ اٹھانا زیادہ سے زیادہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ آپ کو شکر گزاروں میں لکھ لے کہ ہاں تم نے کچھ شکر گزاری کا حق ادا کیا، پتہ کر لیا کہ ہاں کوئی تھا دینے والا جو تمہارے مانگے بغیر تمہیں وہ کچھ عطا کر گیا ہے کہ تمہاری ساری نسلیں بھی اس کو استعمال کرتی رہیں اور آئندہ ظاہر ہونے والی چیزوں سے فائدہ اٹھاتی رہیں تب بھی وہ رحمانیت نے جو خزانے بھر دئے ہیں ان کو ختم نہیں کر سکتیں، یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ جزاء کہاں سے آگئی اس میں۔ اس میں تو کوئی جزاء والی بات نہیں ہے۔ آپ کسی کو کوئی کھانا تحفۃً دیں مرغ کا روسٹ دیں تو کہیں ہاں میں نے پہچان لیا ہے مرغا ہے یہ۔ تو آپ کہیں جزاک اللہ تم نے کمال کر دی ہے خوب پہچانا، یہ تو نہیں ہو سکتا۔ مگر جو رحمان سے تعلق جوڑتا ہے بعض دفعہ ایک سادہ آدمی کی اس بات پر بھی خوش ہو کے اس کو جزاء دیتا ہے کہ اچھا تم نے کمال کر دیا واقعۃً میں تمہیں ایک اور بھی چیز دیتا ہوں انسانوں میں تو شاذ کے طور پر یہ

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS, CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

صفت دکھائی دے گی مگر رحیمیت ہر بار ہم سے یہی سلوک کرتی ہے۔ آپ رحمانیت کو پہچانیں اور اس کے حقوق ادا کرنے کی اس طرح کوشش کریں کہ جو کچھ خدا نے بن مانگے آپ کو دیا ہے اس سے لذت یاب ہوتے وقت اس کو یاد کر لیا کریں تو ہر قدم پر رحیمیت جزاء لے کر آپ کے ساتھ کھڑی ہوگی اور اگر آپ نہیں پہچانیں گے تو سزا آپ کے اس فعل سے از خود ظاہر ہوگی کیوں کہ اپنی بھلائی کو جو نہ جانتا ہو وہ اس سے محروم رہ جاتا ہے۔ بے انتہا خزائن ہیں جو پردہ غیب میں ہیں، جو رحمانیت کے تعلق میں ہمارے لئے اس صورت میں موجود ہیں کہ ہم اگر ہاتھ بڑھائیں اور اللہ توفیق دے تو وہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ انسانی تاریخ بتا رہی ہے جب بھی انسان نے ضرورت کے وقت ان سمتوں میں ہاتھ بڑھایا جہاں خدا نے خزانے رکھے تھے تو وہاں تک اس کی رسائی ہوئی۔ تقدیر الٰہی کو، اذن الٰہی کو دخل تو ہے اور آخری فیصلہ وہی کرتی ہے لیکن بڑھانے والا ہاتھ بھی ضرور بڑھنا چاہئے اس کے بغیر خدا تعالیٰ رحیمیت کا جلوہ نہیں دکھاتا۔ رحمانیت کا جلوہ تو اس کے بغیر بھی ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ اب ہمیں ہر لحہ رحمانیت کی ان معنوں میں ضرورت ہے کہ آکسیجن خدا نے فضا میں رکھ دی ہے اور متناسب مقدار میں رکھی ہے اگر زیادہ ہوتی تو ہمیں ہلاک کر دیتی۔ وہ آکسیجن سوچے بغیر ہر وقت استعمال کر رہے ہیں ہاتھ بڑھانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اور بعض ہاتھ طبعی تقاضوں پر بڑھتے ہیں سوچوں سے کوئی تعلق نہیں۔ پیاسے کا ہاتھ پانی کی طرف بڑھے گا، بکری کا منہ بھوکی ہو تو گھاس کی طرف جائے گا، بچے کا منہ ماں کے دودھ کی طرف اٹھتا ہے اور جانوروں کے بچوں کا بھی یہ حال ہے۔ تو سارے رحمانیت کے تقاضے ہیں جن میں سوچوں کا کوئی دخل نہیں۔ مگر جب انسان کی سطح پر پہنچ کر رحمانیت سے باشعور تعلق قائم ہوتا ہے اور ایک سوچ بنتی ہے اور اس کے نتیجے میں تقاضے پیدا ہوتے ہیں پھر رحمانیت وہ جلوہ دکھاتی ہے جو حاضر جلوہ ہے، یہ شہادت کا جلوہ ہے۔ عالم شہادۃ میں ہر انسان روزانہ یہ استطاعت رکھتا ہے، خدا کی دی ہوئی استطاعت کے ساتھ ظاہریات ہے، یہ استطاعت رکھتا ہے کہ جب بھی کوئی کام ایسا کرے جو رحمانیت سے متصادم نہ ہو تو ضرور رحیمیت کا جلوہ دیکھے۔ اور جس طرح رحمانیت کافر اور مومن میں فرق نہیں کرتی اس پہلو سے رحیمیت بھی کافر اور مومن میں فرق نہیں کرتی کیوں کہ رحمانیت ہی کی ایک صورت ہے رحیمیت جو عالم شہادۃ سے خصوصیت سے تعلق رکھتی ہے۔ اب آپ یہ مغربی دنیا کے سائنس دانوں کو دیکھیں انہوں نے کیا کیا ہے، کون سا نیا تیر چلایا ہے۔ جو کچھ کیا ہے صرف یہ ہے کہ اللہ کی رحمانیت کے جلووں کو جہاں جہاں پہچانا وہاں پیروی کی ان کی اور ان تقاضوں کو پورا کیا جو وہ جلوے تقاضے کرتے تھے۔

آپ نے اپنی جنت خود بنانی ہے اور یہ جنت اللہ کے اسماء سے بنے گی

ایک بچے نے بھاپ کے ذریعے ڈھکنے کو اٹھتے ہوئے دیکھا، اب عام آدمی سوچے گا کہ اس میں کون سی رحمانیت ہے لیکن بھاپ میں جو طاقتیں پوشیدہ تھیں ان تک اس وقت تک انسان کی نظر نہیں تھی۔ بھاپ اٹھتی تھی ہر جگہ سے کبھی دھند بن کر اٹھ رہی ہے، کبھی چیزیں گرم ہو رہی ہیں، پانی ابل رہے ہیں اور بھاپ اٹھ رہی ہے، کسی کو کیا پتہ تھا کہ رحمان خدا وہ ہے جس نے ہر چیز کے اندر اس کے غیب میں خزانے رکھے ہوئے ہیں اور یہ غیب پر ایمان ہو تو ان خزانوں کی تلاش زیادہ باشعور طور پر ہوگی لیکن اگر تلاش نہ بھی ہو، غیب پر ایمان نہ بھی ہو، تو وہ آنکھیں جو دیکھتی ہیں اور سچائی کے ساتھ جو دیکھتی ہیں اس کی پیروی کرتی ہیں، رحیمیت ان کو محروم نہیں رکھتی۔ پس اس بچے کو خیال آیا کہ چلو اس کو بند کرتے ہیں یہ بھاپ جو اٹھ رہی ہے تو اس کا ڈھکنا زور سے بند کریں اس نے وہ کپڑا اوپر رکھ کے کچھ تاکہ ہاتھ نہ جلے دبایا لیکن وہ زور سے پھر باہر نکل گئی۔ پھر اس نے کہا اچھا اتنی طاقت ور ہے میں اس کے اوپر بیٹھتا ہوں تو کپڑا وغیرہ رکھ کر اوپر بیٹھا تو کچھ دیر کے بعد اس کو اچھال اچھال کر بھاپ پھر بھی نکلنے لگ گئی۔ اس نے اور پتھر رکھ دیئے، جو کچھ اس کا بس چلا اس نے کر دیکھا مگر وہ بھاپ نکلنا بند نہ ہوئی اس پر اس کو انجن کا خیال آیا اور پھر سائنس دانوں نے اس علم سے کہ بھاپ میں تو بہت طاقتیں پوشیدہ تھیں اس کا استعمال کرنا شروع کیا اور ریلوے انجن اسی سے ایجاد ہوا۔ اب آپ دیکھیں ایک لمبے عرصے تک اسی بناء پر کہ خدا کی رحمانیت کو پہچانا اور اس کے عقلی تقاضے پورے کئے رحیمیت نے ساتھ دیا اور نہیں چھوڑ رہی۔ ہر انجن جو روزانہ روانہ ہوتا ہے کہیں سے، اس کا ہر لحہ جو چھک چھک، چھک چھک بھاپ کی آواز آ رہی ہوتی ہے رحیمیت کے گیت گا رہا ہوتا ہے۔ اور رحیمیت میں یہ دائمی ساتھ کے معنے پائے جاتے ہیں، وفا کے معنے پائے جاتے ہیں، ایک چیز ایسی آئے جو ساتھ لگ جائے اور پھر چھوڑے نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر بہت ہی پیارے انداز میں مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے اور خلاصہ یہی کہ رحیمیت دراصل وہ عالم شہادہ میں رحمانیت کی جلوہ گری کا ایک انداز ہے۔ ہے رحمانیت ہی مگر وہ جو آپ کی کچھ کوشش، آپ کی نیت، آپ کے کچھ عمل سے تعلق باندھ دیتی ہے اور یہ فیصلہ کرتی ہے کہ ضرور جزاء دینی ہے اور وہ لوگ جنہوں نے گرمی کو آگ کو دیکھا اس کی طاقت کو بھی محسوس کیا۔ بھاپ کو دیکھا، اس کی طاقت کو کسی حد تک محسوس کیا لیکن غلط استعمال کی باتیں سوچیں انہوں نے گھر پھونکے، بچوں کو ابلتے ہوئے پانیوں سے جلا دیا، انبیاء کو آگ میں ڈالنے کی کوشش کی اور یہاں انہوں نے رحیمیت سے یا رحمانیت سے اس طرح ٹکر لی کہ اس کی غلط طرف آ گئے اور وہی آگ ہے جو پھر ان کو بھسم کر گئی۔ وہی ابلتے ہوئے پانی تھے جو ان کی چھاتیوں میں چھالے ڈال گئے اور اس طرح رحیمیت نے منفی اثر بھی دکھایا اور جزاء اور سزا کا ایک مضمون مترتب ہوا۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "عالم الغیب والشہادۃ" وہ غیب کا بھی عالم ہے اور شہادہ کا بھی عالم ہے اور یاد رکھو تم غیب سے ابھرے تھے اور شہادہ میں آ گئے ہو۔ "ھوالرحمان الرحیم" وہ رحمان بھی ہے جس نے تمہیں غیب سے اچھال کر عالم شہادہ میں ڈال دیا، نکال دیا اور عالم شہادہ میں تمہیں جس طرح ستارے اچھالتے ہیں تمہیں اچھال دیا اور پھر یاد رکھنا وہ رحیم ہے اور رحیمیت کا مضمون آگے جاری رہے گا، یہاں ختم نہیں ہو جائے گا۔ پھر جب تم عالم غیب میں جاؤ گے تو پھر ایک رحیم خدا تمہارا حساب لینے والا وہاں کھڑا ہوگا اور اس کو "مالک یوم الدین" فرمایا ہے۔ تو غیب سے نکلے ہو اور غیب میں پھر اچھال دیئے جاؤ گے اور اس میں غرق ہو کر ہمیشہ کے لئے خود غائب نہیں ہو سکتے۔ جس کو خدا نے غیب سے اٹھا دیا ہے وہ اپنے مقاصد کو پورا کئے بغیر پھر کبھی غائب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ خدا اسے غائب ہونے دے گا یہاں تک کہ رحیمیت اس کے ساتھ ساتھ چلے گی۔ رحیمیت سے تعلق ٹوٹے گا تو سزا پائے گا، رحیمیت سے تعلق قائم رکھے گا تو جزاء پائے گا۔ اور "مالک یوم الدین" ایک ایک ذرے کا حساب دینے والا موجود ہوگا اور وہاں سے پھر ایک نیا عالم غیب شروع ہو جاتا ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس عالم کے متعلق فرمایا کہ کوئی آنکھ نہیں ہے جس نے دیکھا ہو، کوئی کان نہیں جس نے سنا ہو ایک اور عالم غیب بن گیا پھر۔ تو ایک غیب سے اچھالے گئے، ایک شہادہ میں داخل ہوئے کچھ، شہادہ سے اچھالے گئے غیب میں ڈوبے اور ایک اور شہادہ میں داخل ہونگے جو اس وقت پردہ غیب میں ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی صفات پر غور کرنے سے انسان کو اپنی کنہ، اپنی وجہ پیدائش کا علم ہوتا ہے، اپنی زندگی کے مقاصد کا علم ہوتا ہے اور تعلق باللہ کا مضمون روشن ہوتا ہے۔ آپ دس کروڑ دفعہ بھی پڑھیں عالم الغیب والشہادہ، اگر غور نہیں کرتے تو اس ذکر کو حقیقت میں ذکر نہیں کہا جا سکتا۔ ذکر وہ ہے جو تبدیلیاں پیدا کرتا ہے انسان کے اندر۔ "تقشعر منه جلود" (الزمر۔۲۴) ایسا ذکر، ایسی تلاوت جس سے انسان کے جسم پہ لرزہ طاری ہو جائے، یہ ذکر خالی زبان سے وہ اثر دکھا ہی نہیں سکتا۔

پس صفات باری تعالیٰ پر غور کرنا اور کرتے رہنا ہمارے لئے بے انتہا ضروری ہے اور اس غور کے نتیجے میں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا درحقیقت ہم اپنی جنت بنا رہے ہونگے۔ کیونکہ مرنے کے بعد جس عالم غیب کی میں نے بات کی ہے اس عالم غیب میں خدا کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ہر غیر اللہ وہاں سے باہر ہے۔ جنت میں شیطان کو جو داخل ہونے کی اجازت نہیں یا کسی غیر اللہ کو اجازت نہیں اس کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ دراصل جنت خدا کے وجود ہی سے بنتی ہے۔ اگر غیر اللہ کا وجود داخل ہو تو باقی جنت کو بھی وہ جہنم بنا دے گا۔ اگر خدا کے سوا کوئی اور تصور پیدا ہو تو ساری کائنات میں فساد برپا ہو جائے گا۔ یہ وہی مضمون ہے جو دراصل جنت کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ پس آپ نے اپنی جنت خود بنانی ہے اور یہ جنت اللہ کے اسماء سے بنے گی اور اسماء الٰہی پر غور کے نتیجے میں آپ کے اندر جو روحانی تبدیلیاں پیدا ہونگی اور بعض اوقات ایسا ہوگا جیسے زلزلہ طاری ہو گیا ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ذکر کہلاتی ہیں اور یہی وہ ذکر ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولذکر اللہ اکبر" (العنکبوت۔۴۶)۔ عبادت تو لازم ہے جو عبادت کرے گا اگر وہ تقاضے ظاہری پورے کرتا ہے تو اس کی عبادت ہو گئی لیکن بظاہر تو یوں لگتا ہے کہ عبادت سب سے افضل

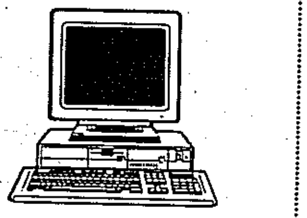

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE, QUILT & BED SETTEE COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS ETC., ETC.

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469

81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888 - FAX NO. 0274 720 214

ہے یعنی ظاہری عبادت جس کو الصلوٰۃ کہا جاتا ہے اور اللہ فرما رہا ہے "ولذکر اللہ اکبر" اللہ کا ذکر جس کے لئے کسی خاص طرز کی ضرورت نہیں ہے یعنی فرض کے علاوہ ہے وہ ذکر جو مستقل جاری ہے اور عبادت میں بھی جب تک ذکر داخل نہ ہو عبادت زندہ نہیں ہو سکتی۔ تو "ولذکر اللہ اکبر" کا مطلب یہ ہے کہ اصل سب کچھ، جو کچھ بھی ہے وہ ذکر میں ہے جیسے اللہ اکبر ہم کہتے ہیں تو استعمال تو کرتے ہیں ذرا ہیجان پیدا کرنے کے لئے نعرہ بازی کے شوق میں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ اکبر اور ذکر اللہ اکبر دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اس کی کبریائی کو سمجھنے کے لئے اس کی صفات پر غور ضروری ہے اور جوں جوں ان صفات پر غور میں آپ آگے بڑھتے ہیں آپ کے اندر سے ایک خدا کے وجود کا تصور ابھرتا ہے اور آپ کا خدا اتنا ہی ہے کسی کا کم خدا ہے کسی کا زیادہ ہے اور بظاہر سب کا ہے۔ تو یہ جو خدا کی صفات میں یہ مضمون ہوتا ہے کہ "انی قریب" (البقرہ:۱۸۷) میں قریب بھی ہوں اور پھر یہ کہ میں سب سے زیادہ دور بھی ہوں، اتنا بلند تر ہوں کہ وہاں تک کسی کا تصور بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے، دکھائی بھی نہیں دیتا۔ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو کتاب مبین ہے، کھلی کھلی ہے اور ایسی کتاب ہے جو "مکنون" ہے، جو چھپی ہوئی ہے، اس تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ تو سارے مضامین میں دراصل تضادات نہیں ہیں بلکہ مختلف پہلو ہیں۔

پس خدا تعالیٰ ایک شخص کے لئے ایک چیز، ایک وجود کے طور پر اس سے تعلق جوڑتا ہے مگر اتنا ہی جوڑتا ہے جتنا وہ چاہتا ہے۔ اور جس صفت میں آپ اپنا تعلق بڑھائیں گے اس صفت کے اعتبار سے خدا آپ پر مزید روشن ہوتا چلا جائے گا اور بلند تر اور بڑا ہوتا چلا جائے گا عظیم تر ہوتا چلا جائے گا۔ پھر ایک اور صفت پر آپ غور کریں تو اسی پہلو سے خدا تعالیٰ نئے جلووں کے ساتھ آپ کو پھیلتا ہوا اور عظمتیں اختیار کرتا ہوا دکھائی دے گا۔ اتنا ہی ہے جو ہے وہ، جس کی کنہہ کو ہم نہیں جانتے مگر ہر انسان کے لئے اتنا ہو جاتا ہے جتنا اس میں طاقت ہے جتنا اس میں استطاعت ہے۔ تو ہر انسان کا ظاہری عالم بھی الگ ہے اور الٰہی عالم بھی الگ الگ بنتا ہے۔ ایک خدا ہوتے ہوئے بھی در حقیقت وہ ہر انسان کے ایک الگ خدا کے طور پر اس میں ظاہر ہو رہا ہے لیکن ہے ایک ہی۔ تو یہ کوئی فلسفی کی باتیں نہیں ہیں یہ وہ حقائق ہیں جن کو قرآن کریم نے بیان فرمایا اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مختلف نصیحتوں اور مثالوں میں ہم پر روشن فرمایا ہے۔ عالم الغیب پر ایمان لانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس سے انسان کو اپنے مستقبل پر، اپنی کوششوں پر یقین پیدا ہوتا ہے۔ اگر انسان کو پتہ ہو کہ جو کچھ میرے سامنے ہے بس وہی کچھ ہے تو مزید کی جستجو کے لئے توجہ ہی پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ لوگ جن کو آپ بظاہر بے ایمان سمجھتے ہیں ان کو اگر فائدہ پہنچا ہے تو لاشعوری طور پر یہ عالم الغیب بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ یقین ہو چکا ہے کہ غیب میں بہت کچھ ہے اور اتنے سے خدا کو جان کر جو عالم الغیب ہے اس کے ایک حصے سے متعارف ہو کر انہوں نے اتنے خزانے پا لئے ہیں کہ وہ لامتناہی نظر آتے ہیں، ساری دنیا پر حکومت کر گئے ہیں۔ تمام دنیا کی دولتیں سمیٹ چکے ہیں۔

اور اس مضمون کو قرآن کریم انہی معنوں میں بیان فرما رہا ہے کہ غیب کا علم دراصل خزائن کا علم ہے تو اس غیب کے علم کو کوئی معمولی بات نہ سمجھو۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا "قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً الا ماشاء اللہ" (الاعراف:۱۸۹)۔ تو ان سے کہہ دے کہ ذاتی طور پر تو میں اپنے لئے نہ کوئی ذرہ بھر بھی فائدے کا سامان رکھتا ہوں نہ نقصان کی طاقت رکھتا ہوں مگر وہی جتنا خدا مجھے عطا فرماتا ہے اور اگر تم غیب کی بات کرتے ہو تو "ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر" (الاعراف:۱۸۹)۔ اگر میں غیب کا علم رکھتا تو بے شمار دولت اکٹھی کر سکتا تھا۔ اب غیب کا دولت اور خزانے سے کیا تعلق ہے۔ یہ ایک مضمون ہے جس کے متعلق اب تو وقت نہیں مگر آئندہ پھر انشاء اللہ جب میں شروع کروں گا تو زیادہ نسبتاً تفصیل سے بتاؤں گا۔

اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب" (الانعام:۵۱)۔ تو کہہ دے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں "ولا اعلم الغیب" اور میں غیب کا علم بھی نہیں رکھتا۔ تو حقیقت میں غیب کا علم اور خزائن ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور مغربی دنیا کے سائنس دانوں نے جتنی جستجو کی ہے، غیب میں کی ہے۔ اور جتنا وہ غیب زیادہ گہرا تھا اتنا ہی ان کی جستجو نے ان کے لئے زیادہ فوائد مہیا کر دئے ہیں۔ ایک چیز کا دنیا میں کسی کو علم نہ ہو اب گنجے پن کا علاج ہے یہ غیب میں ہے۔ اگر آپ کو کامل یقین ہو کہ خدا کے ہاں ہر بیماری کی ایک دوا ہے اور گنجے پن کا ضرور علاج ہے اور آپ غیب میں جستجو کریں مگر اس کے قوانین کے تابع جتنا بڑا غیب ہے اتنا ہی اس کو دریافت کرنے والا کھوجی زیادہ امیر ہو جائے گا اور یہی وجہ ہے کہ بے انتہا احتیاطیں برتی جاتی ہیں انڈسٹریل Secret کے لئے۔ ان کے سائنس دان غیب کی خبر معلوم کرتے ہیں اور اس کو خوب چھپا کے رکھتے ہیں، ان کو پتہ ہے دولت ہی دولت ہے۔ یہ راز پتہ لگ گیا باقیوں کو تو وہ سارے حصہ پا جائیں گے۔

تو غیب کا علم ہی خزائن کا علم ہے۔ اس بات سے محرومی آپ کو خزائن سے محروم رکھے گی۔ پس اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرنا کوئی صوفیانہ، کوئی ذہنی چسکے نہیں ہیں، یہ زندگی کی اشد ترین ضرورت ہے۔ روحانی بقاء اس کے بغیر حقیقت میں ممکن ہی نہیں ہے اگر ہے تو معمولی سی زندگی ہے۔ ساری زندگی کی منازل اوپر پڑی ہوئی ہیں۔ پس اس پہلو سے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ساری عمر تو اب صرف اس طرز پر بیان نہیں ہو سکتی بات۔ لیکن جو بھی بات بیان ہوگی آئندہ کسی اور حوالے سے بھی انشاء اللہ اس میں دراصل صفات الٰہی کی جھلکیوں کے بغیر جان ہی نہیں پڑ سکتی۔ خلاصہ زندگی کا اور روحانی زندگی کا صفات الٰہی ہیں۔ پس باقی انشاء اللہ آئندہ خطبے میں خدا نے جو توفیق عطا فرمائی۔

سوال و جواب

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے پروگرام "ملاقات" مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۹۵ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض عمومی سوالات کے جوابات دئے۔ علم و عرفان سے معمور یہ دلچسپ سلسلہ سوال و جواب ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے ذیل میں پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ [ادارہ]

رمضان کے روزے اور ڈاکٹری مشورہ

پہلا سوال رمضان کی مناسبت سے ہالینڈ سے ایک احمدی خاتون نے بھجوایا جس میں انہوں نے لکھا کہ کیا ذیابیطس کے مریض کو جو انسولین لیتا ہو اسے روزہ رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں۔ انہوں نے مزید لکھا کہ ڈاکٹری مشورہ تو یہی ہے کہ روزہ نہ رکھا جائے لیکن میرے دل کو اس مشورہ پر پورا اطمینان نہیں کیونکہ ان ڈاکٹروں کو تو روزہ کی برکت اور اہمیت کا پورا علم نہیں۔ مجھے فکر ہے کہ کہیں میں نیکی سے محروم نہ رہ جاؤں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو خود فرمایا ہے "ومن کان مریضا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر" (البقرہ:۱۸۶)۔ جب تم مریض ہو یا سفر پر ہو تو بعد کے ایام میں عدت پوری کر لو۔ لیکن اگر نہ پوری کر سکو تو فدیہ کا حکم ہے جس کا پورا کرنا ہر شخص کے اختیار میں ہے۔ یہ جو فیصلہ ہے یہ تو اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے البتہ مریض ہونے کا فیصلہ ڈاکٹر ہی کرے گا اور ڈاکٹر سب سے اچھا فیصلہ کر سکتا ہے۔ پس اگر ڈاکٹر یہ کہتا ہے کہ تمہارے لئے انسولین لینا ضروری ہے اور اتنے اتنے وقفے میں ضروری ہے، لمبا وقفہ نہیں پڑنا چاہئے تو یہ بالکل صحیح مشورہ ہے اس کے مطابق عمل ہونا چاہئے۔

رحمۃ للعالمین کے بارہ میں ایک اہم سوال کا جواب

ایک دوست نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تعلق ہے اس دنیا کے علاوہ اور بھی بہت سے عالم ہیں اور بہت سی دنیائیں ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی جو وسعت ہے وہ اس دنیا میں تو ظاہر ہے کہ رہتی دنیا تک رہے گی لیکن باقی عالم اور باقی دنیائیں جو ہیں یا Discover ہونگی وہاں تک رسول اکرمؐ کی رحمت کے تعلق کی نوعیت کیا ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، رحمۃ للعالمین کا جو محاورہ ہے اس کا قرآن کریم میں متفرق جگہ پر مختلف شکلوں میں ذکر ملتا ہے اور قرآنی محاورہ کی رو سے رحمۃ للعالمین کا ترجمہ ہونا چاہئے۔ عالمین پر فضیلت دینے کا ذکر جہاں آتا ہے وہاں یہود کا کل عالمین پر فضیلت دینے کا ذکر ملتا ہے۔ آل عمران کو بھی کل عالمین پر فضیلت دینے کا ذکر ملتا ہے، اور بہت سے ذکر ملتے ہیں۔ حضرت مریمؑ کو کل عالمین کی عورتوں پر فضیلت دینے کا ذکر ملتا ہے۔ تو جہاں جہاں بھی لفظ عالمین آتا ہے اس کا ترجمہ صورت حال کے مطابق کیا جائے گا۔ رحمۃ للعالمین کا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذکر ملتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر عالمین کا ترجمہ پوری کائنات کیا جائے تو پھر پہلے عالمین کا کیا ترجمہ کیا جائے گا۔ پہلے کتنے عالمین ہیں ان کا ترجمہ کچھ ایسا مدلل اور معقول ہونا چاہئے جس کے نتیجے میں ہم سمجھ سکیں کہ یہاں محدود عالم مراد ہیں اور آگے وسیع تر عالم مراد ہیں۔ اس ضمن میں شروع ہی میں جب یہاں رمضان میں میں نے سورہ فاتحہ پر درس دئے تھے اس میں یہ مضمون خوب کھول کر بیان کر دیا تھا۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

محمد صادق جیولرز
MOHAMMAD SADIQ JUWELIER
Gorß-und Einzelhandel Godl und siber-Scmuck. An-und Verkauf
Near Karstadt Hinter der Markthalle 2
Anfahrt über Rosenstraße. 20095 Hamburg
Telefon und Fax 0 40 30 399820 (Frankfurt Office: 069 685893)

In Order to Record his Gratitude to
Hazrat Chaudhry Zafrulla Khan
Anwar Ahmad Kahlon,
a former National President and Ameer of the U.K.
has written a book entitled
'Zafrulla Khan - My Mentor'
The book is now available from all Mission Houses at £1-50.

عالمین کا تصور اور رحمت کے لفظ میں لطیف اشارہ

اصل میں لفظ عالم، معلوم چیز کو کہتے ہیں اور عالمین کا تصور وقت کے گزرنے کے ساتھ بڑھتا اور پھیلتا گیا ہے اور عالمین کے تصور میں پہلے اگر مشرق بعید کی مثلاً بات ہو رہی ہو تو ان کا عالم، مشرق بعید تک ہی محدود تھا۔ ہندوستان کا عالم، ہندوستان تک ہی محدود تھا اور بنی اسرائیل کا عالم اس خطہ تک محدود تھا جس میں وہ بھیجے گئے اور اس زمانہ میں کل عالم کا تصور تو درکنار امریکہ کا مثلاً آدھی دنیا کے وجود کا علم نہیں تھا۔ پس عالم کا تصور پھیلتا چلا گیا ہے اور اس کے علاوہ بعض اور علامتیں ایسی ہیں جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کی حیثیت سے تمام بنی نوع انسان پر محیط دکھاتی ہیں اور وہ جو محدود عالمی تصور تھا اس سے نکال کر ایک وسیع تر، کل بین الاقوامی عالمی تصور کی طرف لے جاتی ہیں۔ ان آیات میں مثلاً ایک آیت یہ ہے کہ "قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" (الاعراف: ۱۵۹)۔ پس جب تمام بنی نوع انسان کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تو عالم کا تصور بھی تمام بنی نوع انسان پر پھیل گیا اور یہاں عالمین کا محدود ترجمہ کرنے کا ہمیں حق نہیں رہا۔

دوسرا جو لطیف اشارہ ہے وہ لفظ رحمت میں ہے۔ الرحمان کی تعریف جو قرآن کریم خود فرماتا ہے "رحمتی وسعت کل شیء" (الاعراف: ۱۵۷)، ہر چیز پر اللہ کی رحمت وسیع ہے۔ یہ جو مضمون ہے یہ "قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" کے ساتھ مطابقت کھاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کو اور کسی اور قوم کو رحمۃ للعالمین نہیں فرمایا گیا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کا زمانہ جب شروع ہوتا ہے اور یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ اب قیامت تک اس رسول کو چھوڑ کر اس کے دائرہ عمل سے باہر کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ قرآن آخری کتاب ہے جو تمام بنی نوع انسان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہے۔ اس کے بعد آخری دنیا تک عالم کا جو تصور ہمارے ہاں ابھرتا ہے وہ تصور اسلام کے اوپر بھی اطلاق پاتا رہے گا۔ لیکن یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ باقی کائنات کا اس عالم کے ساتھ کیا تعلق ہے یعنی عالمین کے ساتھ کیا تعلق ہے تو وہ ایک الگ مضمون شروع ہوتا ہے جس پر میں الگ روشنی ڈالتا ہوں۔

باقی کائنات کے متعلق ابھی تک تو ہمیں کوئی علم نہیں ہے۔ جو علم ہے وہ اتنا سرسری اور محدود ہے کہ اس کو علم نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ قرآن کریم یہ پیش گوئی فرماتا ہے اور قیامت تک کے لئے یہ پیش گوئی نافذ ہے کہ "یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السماوات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان" (الرحمان: ۳۴)۔ اے بنی نوع انسان کے جن وانس کے چوٹی کے لوگو! تم کوشش تو ضرور کرو گے لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ تم زمین و آسمان کی اقطار سے باہر نکل سکو گے "فانفذوا" تم کوشش کر دیکھو "لا تنفذون الا بسلطان" تم سوائے استدلال کے اور کسی ذریعہ سے نہیں پہنچ سکتے۔ یہاں علم کا لفظ نہیں فرمایا "سلطان" ایک غالب استدلال کو بھی کہتے ہیں۔ اور وہ غالب استدلال، امکانات کی دنیا سے تعلق رکھتا ہے، حسابی دنیا سے تعلق رکھتا ہے اور وہ گہرا ٹھوس علم نہیں ہے بلکہ ایک منطقی نتیجہ نکالنے والی بات ہے، اور یہ امر واقعہ ہے۔

یہ امر واقعہ اتنا قطعی ثابت ہو گیا ہے کہ اب تک کائنات کے جو کنارے دریافت ہوئے ہیں اس میں مختلف فاصلے بیان کئے جاتے ہیں جو روشنی کے سالوں سے ناپے جاتے ہیں۔ ان میں جو پہلے سب سے زیادہ فاصلہ بیان کیا جاتا تھا وہ ۲۰ ارب سال ہے۔ ۲۰ ارب سال کا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان ایک پیغام لے کر اگر شعاع کے کندھے پر بیٹھ جائے اور ایک لاکھ اسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے اڑے تو ۲۰ ارب سال میں وہ دوسرے کنارے تک پہنچے گا۔ اور بیس ارب سال میں وہ دوسرے کنارے تک نہیں پہنچے گا کہنا چاہئے کیونکہ کنارے پھیل رہے ہیں اور تقریباً روشنی کی رفتار کے ساتھ پھیل رہے ہیں تو یہ ایک لامتناہی سفر ہو گا جس سے پہلے کے آغاز کی عمر ختم ہو جائے گی۔ تو رسول تو پیغمبر ہوتا ہے اور اگر پیغام ہی نہ پہنچے تو پیغمبر کیسے بنے گا۔ اب تک ہم نے پیغام رسانی کا جو نظام دیکھا ہے وہ اس دنیا پر محیط ہے اور "قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" کی تائید کر رہا ہے۔ لیکن ناس کے سوا کسی اور کے نام یہ پیغام معلوم نہیں ہوتا، نہ اس کے ذرائع مہیا کئے گئے ہیں اور کل عالم کا رسول ہونے کے باوجود اس عالم میں جو ہمیں معلوم ہے اس میں بندروں کی طرف رسول نہیں ہے، حیوانوں کی طرف نہیں ہے، چڑیوں کی طرف نہیں ہے۔ چڑیوں کے لئے رحمت اور بات ہے ان کی طرف رسول ہونا اور بات ہے۔ یہ رحمت والا حصہ میں آخر پر بتاتا ہوں۔

توحید اور رسالت کا فرق

جہاں تک رسالت کا تعلق ہے اس کے لئے مناسب حال مقابل کی چیز ہونا ضروری ہے جو جیسا پیغام ہو وہ اس کے مطابق Made to Measure ہو۔ یعنی پیغام جن جن صلاحیتوں کے تقاضے کرتا ہے ویسی ویسی صلاحیتیں ان میں موجود ہوں جن کو پیغام دیا جا رہا ہے۔ پس سارے بنی نوع انسان کا رسول تو فرمایا ہے لیکن سارے حیوانات کا رسول نہیں فرمایا۔ بلکہ انسانوں میں سے بھی جو حیوانات صفت بنتے چلے جاتے ہیں ان کو رسالت کے دائرہ سے باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا "کونوا قردۃ خاسئین" (البقرہ: ۶۶)۔ تم بندر بن جاؤ۔ بندر کا مطلب ہے تم نے اپنے آپ کو ان صلاحیتوں سے عاری کر دیا ہے جن سے تم رسالت کے پیغام کو سن اور سمجھ کر اس پر عمل کر سکتے تھے۔ پس جب تم اس دائرہ سے باہر نکل گئے تو تم بندر ہو گئے یا ادنیٰ مخلوق ہو گئے۔ یعنی ادنیٰ مخلوق کی طرف لوٹنے کا جو اشارہ ہے یہ رسالت کے انکار اور ایسے انکار کی طرف اشارہ ہے جس کے بعد "صم بکم عمی" کا دور شروع ہو جاتا ہے اور اسے اٹھا کر اس دائرہ میں پھینکا ہے جس پر یہ سارا اثر انداز ہوتا ہے۔ "سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون، ختم اللہ علیٰ قلوبھم" (البقرہ: ۷،۸)۔ یہ وہ دائرے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت اس لئے اثر انداز نہیں ہو سکتی کہ اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ لوگ جو فیصلہ کر لیں کہ ہم سننے، سمجھنے اور قبول کرنے کے دائروں سے باہر نکل جائیں گے، خدا ان کو زبردستی نہیں لائے گا بلکہ ان کی اس حالت پر مہر تصدیق ثبت کر دے گا کہ ٹھیک ہے اب تم یہیں رہو گے۔ اب دیکھ لیں عالمی رسالت ہونے کے باوجود مناسب حال انسانوں کے لئے ہے اور انسانوں میں سے بھی جو مناسب حال نہیں رہتے وہ اس دائرہ سے باہر نکل جاتے ہیں اور ان کو خدا حیوانات کے دائرہ میں شمار کرتا ہے۔

پس یہ تو ہے تصور عالمی رسالت کا۔ اب ہمیں کیا پتہ کہ باقی دنیاؤں میں اگر ہم وہاں پہنچ بھی جائیں، اب تک جو معلوم فاصلے ہیں وہ بھی بہت خوفناک ہیں جن تک ہم سمجھتے ہیں کہ کسی حد تک علم ہو گیا ہے تین چار سال روشنی کے کندھے پر بیٹھ کر آپ جائیں پیغام دینے کے لئے تو اس دنیا میں کتنا زمانہ گزر جائے گا۔ اور وہاں بھی ابھی پتہ نہیں کہ کوئی جان ہے بھی کہ نہیں۔ اور اگر دریافت بھی ہو تو یہ کیسے پتہ چلے گا کہ وہ ان انسانی صفات کی حامل ہے جو شریعت کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ ہر انسانی صفت بھی شریعت کی متحمل نہیں مگر یہ انسان جس طرح بنایا گیا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو مدنظر رکھ کر یا انسان کو مدنظر رکھ کر کامل شریعت بنائی گئی ہے یہ جوڑ ہونا ضروری ہے۔ پس ہم یہ مفروضہ کیسے قائم کر سکتے ہیں کہ بعینہٖ ایسی مخلوق دوسری جگہ موجود ہے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی انتظار ہے۔ اور اس کا اپنا سلسلہ نبوت اگر تھا تو اس کا کیا بنا اور کیوں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کا اپنا رسول نہیں بھیج دیا۔ یہ دراصل رسالت کے تابع جب خدائی کرنے کی کوشش کی جائے تو پھر سارا نظام کائنات بگڑ جاتا ہے۔ توحید بالا ہے اور رسالت توحید کے تابع ہے۔ توحید کو رسالت کے تابع کرنے کی کوشش ایک جاہلانہ محبت کا اظہار ہے جس کا توحید سے دور کا بھی تعلق نہیں اور رسالت سے بھی کوئی دور کا تعلق نہیں کیونکہ رسالت توحید کے دائرہ میں سمٹی ہوئی ہے۔ جب بھی آپ رسالت کو توحید پر بالا کرنے کی کوشش کریں گے خواہ اس کو عشق رسول کا نام دیں وہیں آپ رسالت سے بھی کاٹے جائیں گے اور توحید سے بھی کاٹے جائیں گے، اس لئے یہ جو باقی باتیں ہیں یہ سب ایک ذوقی تصوراتی اور جذباتی باتیں ہیں۔ جو حقائق ہیں وہ یہی ہیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔

رحمۃ للعالمین کا حقیقی مطلب

وہ جو رحمت کا مضمون ہے وہ اس سے وسیع تر ہے جو رسالت کا مضمون ہے۔ اور اس مضمون کو ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا گیا ہے "لولاک لما خلقت الافلاک" کہ اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ اب افلاک کا دائرہ کتنا وسیع ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ مگر ہمارے معروف دائرہ میں جو افلاک ہیں جن تک کسی حد تک انسان کی رسائی ممکن ہے ان کی پیدائش کا کوئی مقصد نہیں ہے سوائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں اور یہ تمام افلاک آنحضور کی آخری صورت میں تخلیق میں مددگار اور معاون ثابت ہوں۔ اس پہلو سے رحمت کا جو مضمون ہے وہ اس دنیا سے باہر بھی پھیل جاتا ہے اور زمانوں میں بھی یعنی ماضی میں بھی چلا جاتا ہے اور مستقبل سب پر حاوی ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر آپ ایک درخت لگائیں اور مقصد یہ ہو کہ اس کو آم کے پھل لگیں تو درخت کے لئے جتنی محنت صرف کرتے ہیں اور اس سے پہلے جو زمین میں اس درخت کے لئے تیاری ہو چکی ہے اور بے انتہا باریک در باریک پیغام قدرت نے ان خلیوں میں رکھ دیئے ہیں جنہوں نے بالآخر درخت پر منتج ہونا ہے وہ سب اپنی جگہ پر موجود، وہ ساری تاریخ اپنی جگہ موجود لیکن آم کے درخت آم دینا چھوڑ دیں تو ان درختوں کو آپ کیا کریں گے۔ سوائے اس کے کہ کاٹ کر ایندھن بنا دیں اور کوئی مقصد نہیں رہے گا۔ پھر اس وقت یہ نہیں سوچا جائے گا کہ دیکھو ایک ارب سال لگا تھا اس کی تیاری میں اور اس تیاری کے بعد اب تم درختوں کو بے رحمی سے کاٹ رہے ہو۔ جب مقصد نہ رہے تو پھر اس کی پرواہ نہیں رہتی۔ اب کرسیوں پر ہم بیٹھے ہوئے ہیں، کرسیوں کی تیاریاں ہوئی ہیں۔ لیکن جو کرسی بیٹھنے سے گر جائے اس کو آپ توڑ کر پھینک دیں گے، آگ لگا دیں گے کیونکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ مقصد مہربان ہے اور اسی کی رحمت ہے جو ماضی پر حاوی ہے۔ اگر یہ مقصد نہ ہوتا کہ آم کے درخت کو پھل لگیں تو شروع ہی سے اللہ تعالیٰ آم کے درخت کی تیاری ہی نہ کرتا۔ اگر یہ مقصد نہ ہوتا کہ کیلے کے درخت کو کیلے لگیں تو کیلوں کے پھلوں کی تیاری شروع ہی نہ ہوتی۔ تو آپ دیکھیں پھل کی رحمت کس طرح موجودات (جو اس سلسلہ کی موجودات ہیں) ان پر دور تک اثر انداز ہوتی چلی جاتی ہے اور ماضی کے آخری کنارے تک پہنچ جاتی ہے۔

پس یہ دراصل رحمۃ للعالمین کا مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک ایسا عظیم وجود تھا جس کو خدا تعالیٰ کی سب سے زیادہ شناسائی ہوئی تھی۔ ایسی شناسائی جو ملائکہ کو بھی نہیں تھی۔ اس وجود کو پیدا کرنے کے لئے زمین و آسمان کی جو تیاری ہوئی ہے اور اس سے پہلے جتنے وجود بنائے جانے ضروری تھے، جن جن شکلوں میں زندگی کی تخلیق کرنا لازم تھا، وہ سارے زیر احسان ہیں اس آخری پھل کے جس کے لئے تیاری ہو رہی تھی۔ تو اس پہلو سے درجہ بدرجہ عالم کا مضمون پھیلتا چلا گیا۔ رسالت کا مضمون پھیلتا چلا گیا اور رحمت کا مضمون تو ہر دوسرے مضمون پر حاوی ہو گیا۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو

PLANET EARTH PRESENTS
■ FUEL CATALYST: Cheaper fuel bills for people with a fuel catalyst plus exhaust emission is cut by 51%
■ ALARMS: Personal attack, Property alarms, Economizers
■ Air Care Products: Clinically proven vacuum cleaners for Asthma, Eczema, Rhinitis and other dust allergy problems
Call for more information or brochure:
Day 0181 365 7557 or 548 0514 after 7pm
Fax 0171 613 4252 - Ask for Mr. A. Vaince
Distributors required world wide

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۲۵)

برائیونیا کی علامات، ٹائی فائیڈ اور سر درد کا نسخہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۲ جولائی ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

[لندن: ۱۲ جولائی] سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں ہومیو پیتھک کلاس نمبر ۲۵ میں بعض ہومیو پیتھک ادویات کے بارے میں بتایا۔

برائیونیا (Bryonia)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا برائیونیا میں ہر تکلیف حرکت سے بڑھتی ہے لیکن بعض دردوں میں جب مریض گرم ہوتا ہے تو اس سے اسے فائدہ پہنچتا ہے اس لئے چلنے سے جو گرمی پیدا ہوتی ہے اس سے برائیونیا کو آرام بھی آتا ہے۔ برائیونیا کی سر درد سردی سے آرام پاتی ہے۔ برائیونیا میں کھانسی حرکت سے اور شور سے بڑھتی ہے۔ اس میں بیلاڈونا والی علامات دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن بیلاڈونا میں جو اچانک پن ہوتا ہے وہ اس میں نہیں ہوتا۔ اس میں بیلاڈونا کی علامتیں آہستہ آہستہ پیدا ہوتی ہیں۔ ہر قسم کی آواز اور حرکت سے تکلیف بڑھتی ہے۔ ایسا مریض آنے جانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور بعض اوقات بدتمیزی کی حد تک اظہار کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اسے کیمومیلا (Chemomilla) دی جائے یعنی جب مریض بے حد غصہ اور چڑچڑے پن کا اظہار کرے۔ اگر دائیں طرف کے پھیپھڑے میں نمونیہ یا سر درد ہو تو ایسے مریض کو بالکل نہ بلایا جائے۔ اگر نہ بلائیں تو اس پر غنودگی طاری ہوگی یا بے ہوشی بھی ہو جائے گی۔ برائیونیا کے مریض کی گدی اور ماتھے میں سر درد ہوتا ہے۔ اس کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ اکثر پیاس کی شدت ہوتی ہے جیسے بھڑکی لگی ہو۔ بہت ٹھنڈا پانی پی کر ہی سکون آتا ہے۔ تاہم بعض دفعہ پیاس بالکل غائب ہو جاتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب معدے میں Inflamation ہو۔ منہ صبح کے وقت بالکل خشک ہوتا ہے مگر پیاس نہیں ہوتی۔ یہ علامت خاص طور پر جیلسیمیم (Gelsemium) کی علامت ہے لیکن بعض دفعہ برائیونیا میں بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ چڑچڑا پن برائیونیا کے علاوہ کیمومیلا اور نکس وامیکا میں بھی ہوتا ہے۔ نکس وامیکا، برائیونیا کا انٹی ڈوٹ ہے۔ اس میں عام طور پر کانوں کی خرابی کے نتیجے میں چکر آتے ہیں اور حرکت سے بھی چکر آتے ہیں۔ گاڑی میں یا جہاز میں یا سمندری جہازوں میں چکر اور سفر سے متلی ہوتی ہے۔ سفر میں متلی کے لئے جو نسخہ میں بتاتا ہوں ان میں کاکولس (Cocculus) اور برائیونیا (Bryonia) اور نکس وامیکا (Nux Vomica) اور (Ipecac) شامل کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ بعض دفعہ آرسینک (Arsenic) کی ضرورت پڑتی ہے لیکن عموماً یہ کافی ہیں۔ کاکولس کا تعلق بھی کانوں کی خرابی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے چکروں سے ہے۔

حضور نے فرمایا کالے موتیا پر بھی برائیونیا کا اثر ہے۔ ہر قسم کی جھلیوں پر اور اعصاب پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جیلسیمیم ۲۰۰ اور کلکیریا فاس (Calc.Phos) اور کالی فاس (Kali.Phos) بہت مفید ہے لیکن اگر پیاس نہ ہو تب دیں اور اگر پیاس ہو تو جیلسیمیم کی جگہ برائیونیا دیں۔ ان دونوں کو آپس میں ادل بدل کر دینے سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

جیلسیمیم (Gelsemium) سر درد کی بھی چوٹی کی دوا ہے لیکن جیلسیمیم کی سر درد میں عموماً ٹھنڈی ہوا سے تکلیف بڑھتی ہے اور برائیونیا کی سر درد میں ٹھنڈ سے آرام آتا ہے۔ لیکن جیلسیمیم میں ضروری نہیں کہ سردی اور گرمی کا اثر نمایاں ہو کیونکہ جب یہ گہری اعصابی درد بن جائے تو اس پر سردی اور گرمی کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ برائیونیا کا سر درد لازماً کسی ایک خاص حصے یعنی گدی، آنکھوں، ماتھے میں ہوتا ہے۔ آنکھوں میں ہو تو بہت شدید ہوتا ہے اس کا تعلق وجع المفاصل یا چھوٹے جوڑوں کے درد یعنی گاؤٹ سے ہے۔ جیلسیمیم میں سر درد عموماً سارے سر میں ہوتا ہے۔ اس پہلو سے اسے جانچنا کوئی مشکل نہیں۔ جیلسیمیم کے درد کی وجہ کسی شخص کے اوقات کے بے قاعدگی سے ہے۔ مثلاً رات کو اگر چار گھنٹے سونے کی عادت ہے تو پانچ گھنٹے سویا رہے۔ یا زیادہ سونے کی عادت ہے اور نیند کا کم وقت ملے تو اس سے بھی سر درد شروع ہو جائے گی۔ ناشتہ خاص وقت پر نہ ملے یا چائے کی عادت پوری نہ ہو۔ اعصاب کی تیزی اس کو محسوس کرتی ہے۔

برائیونیا کا سر درد عموماً جوڑوں کے درد یا معدے کی خرابی یا بخار کی وجہ سے مثلاً ملیریا یا ٹائیفائیڈ میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس وقت اس درد کے ساتھ ہذیان بھی ہوتا ہے جو عموماً ٹائیفائیڈ میں ہوتا ہے۔

ہائیوسائمس (Hyoscymus) کا ہذیان اور سٹرامونیم (Stramonium) کا ہذیان متشدد (Violent) ہوتا ہے۔ سلفر اور بیلاڈونا میں بھی ہذیان میں شدت پائی جاتی ہے اور بخاروں کے Toxin کے نتیجے میں یہ ہذیان پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت سر درد کی اگر پہچان ہو جائے تو علاج آسان ہوتا ہے۔

بیلاڈونا (Belladonna) میں اچانک سر درد ہوتا ہے۔ سر اور چہرے پر خون کی تمتماہٹ ہوتی ہے۔ بیلاڈونا میں خوف نہیں ہوتا اس میں ہذیان میں تشدد ہے۔ مارنا، قتل کرنا، غصے سے باتیں کرنا۔ اگر پورا پاگل پن ہو تو ایسے مریض کو قابو میں کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ سب بیلاڈونا کی علامات ہیں۔

ہائیوسائمس کے ہذیان میں گند بکنے کی علامات ہوتی ہیں - ایسا مریض اگر بچی ہو اور ماں باپ بہن بھائی پاس ہوں تو سخت مشکل ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر کو مریض کے عزیزوں کو بتانا پڑتا ہے کہ مریضہ کا کردار خراب نہیں ہے۔ یہ بیماری ہے اس سے نسلی اعضاء میں خرابی ہوتی ہے جبکہ کینتھرس (Cantharis) میں نسلی اعضاء میں شدید جلن ہوتی ہے۔ پیشاب جل کر آتا ہے۔

ٹائی فائیڈ کا نسخہ

حضور نے فرمایا ٹائی فائیڈ میں اگر صحیح علاج تجویز نہ کر سکیں تو محفوظ طریق یہ ہے کہ ایسی دوائیں استعمال کروائیں جو کچھ نہ کچھ ٹائی فائیڈ میں فائدہ دیتی ہیں۔ اس کا روٹین کا نسخہ جاننا بہت ضروری ہے۔ غریب ملکوں اور افریقہ میں ٹائی فائیڈ بہت ہوتا ہے۔ ملیریا بھی ٹائیفائیڈ میں بدل جاتا ہے۔ اس کا نسخہ یہ ہے:

فیرم فاس Ferrum Phos 6.x

کالی فاس Kali Phos 6.x

ملا کر بار بار دیں - اس کے علاوہ:

پائروجینم Pyroginum 200

ٹائیفائیڈینم Typhoidinum

دن میں تین دفعہ، پھر ایک دو دفعہ دن میں، پھر جب تک بخار ٹوٹ نہ جائے ایک دفعہ دن میں دیں۔ پھر بخار ٹوٹنے کے بعد ہفتہ میں ایک دو دفعہ۔ حضور نے فرمایا کالی فاس کا دماغ کے ساتھ بہت تعلق ہے اور کالی فاس دماغ کے اعصاب کو غیر معمولی تقویت بخشتا ہے - فیرم فاس بخار توڑنے کی دو تین دواؤں میں سے ہے - حضور نے فرمایا لیکن سلیشیا (Silicea) اس کے ساتھ نہ ملائیں۔ کالی میور (Kali Mur.) کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ عمومی نسخہ ہے لیکن اگر ایک علامت پتلے بدبودار خوفناک تعفن کے دست آئیں اور منہ سے بھی بدبو ہو مگر ویسے کوئی تکلیف نہ ہو تو۔

بپٹیشیا (Beptisia.30)

دن میں دو تین مرتبہ دیں۔ پھر فیرم فاس اور کالی فاس کی ضرورت نہیں ہے۔ بپٹیشیا کے اندر بھی گندے خوفناک مادے دماغ پر اثر کرتے ہیں، غنودگی ہوتی ہے اور دماغ ماؤف سا ہوتا ہے۔ گلے میں درد کا احساس نہ ہو مگر گلے میں سخت انفیکشن ہو، گلا کھایا گیا ہو، مریض ہذیان کی بجائے غنودگی میں ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے Toxine میں کوئی Depressent ہے۔ ایسی صورت میں بپٹیشیا ۳۰ استعمال کرائیں۔

حضور نے فرمایا برائیونیا میں ہونٹوں پر پیپڑیاں بننا، مریض اکھیڑتا ہے تو خون بہنے لگتا ہے، خشکی بہت ہے۔ برائیونیا کا مریض شفا پاتا ہے تو کھلے پسینے آتے ہیں۔ کھلا پسینہ اس مریض کے لئے رحمت ہے۔ اخراجات کا رکنا برائیونیا کے مریض کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے اور ان کا جاری ہونا آرام دہ ہوتا ہے۔ بلغم بھی خشک اور چمٹی ہوئی یہاں تک کہ کھانس کھانس کر بڑی مصیبت سے برائیونیا کا مریض اپنی بلغم کو الگ کرتا ہے۔

برائیونیا جگر کے کینسر میں بھی مفید ہے۔ ہڈیوں کے کینسر میں بھی فائدہ دیتا ہے۔ عورتوں کے لئے دائیں Ovary میں تکلیف ہو، بریسٹ میں گٹھلیاں، کینسر کی ہوں یا نہ ہوں اگر گٹھلیوں میں سختی پائی جائے تو سب سے پہلے برائیونیا استعمال کروائیں۔ برائیونیا کی ایک اور علامت جھٹکے لگنا ہے۔ اس میں دائیں طرف کے اعصاب کو جھٹکے لگتے ہیں۔ جب اس کا دماغ پر اثر ہو جائے تو خطرناک حالت ہو جاتی ہے۔ جسم کی ایک سائیڈ جھٹکے دینے لگتی ہے۔ تشنج ہوتا ہے۔ سانس کی نالی میں بھی تشنج ہوتا ہے۔ عموماً بچے ایسے مرض میں فوت ہو جاتے ہیں۔ دائیں طرف کے جھٹکوں میں جو مسلسل لگتے چلے جاتے ہیں ان میں برائیونیا اور ہیلے بورس نائیگر (Helleborus Niger) بہت مفید ہے۔

ایک طرف کے جھٹکوں میں خواہ وہ دائیں طرف کے ہوں یا بائیں طرف کے ایک اور دوا ایکٹیا ریسی موسا (Actea Racemosa) یا سمی سی فیوجا (Cimicifuga) ہے۔ اس میں اور برائیونیا میں فرق یہ ہے کہ برائیونیا میں جس کروٹ تکلیف ہو اس کروٹ لیٹیں تو اس طرف آرام ملتا ہے۔ کیونکہ برائیونیا میں حرکت سے تکلیف پائی جاتی ہے اور اس طرح حرکت میں کمی آنے سے آرام ملتا ہے۔ اس لئے برائیونیا کا مریض جسے دائیں طرف کے پھیپھڑے کا نمونیہ ہو وہ دائیں طرف لیٹا نظر آئے گا۔ اس میں سوتے میں بھی جھٹکا لگتا ہے۔ بہت تنگ کرنے والی تکلیف ہے۔ ساری رات نیند خراب ہوتی رہتی ہے۔ اس میں برائیونیا مفید ہے۔ اور بھی کئی ادویہ ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جو آنکھ لگتے ہی جھٹکا لگتا ہے اس تکلیف میں گرانڈیلیا (Grindelia) چھوٹی طاقت میں دیں تو اثر کرتی ہے۔ ون ایکس اور تھری ایکس میں بھی اثر کرتی ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

The Hahnemann College of Homoeopathy

Recognised and officiated to The U.K. Homoeopathic Medical Association

The Hahnemann College of Homoeopathy offer a Professional Diploma Course in Homoeopathic Medicine. The Course is three year part time study. Leading to the D. Hom. Med. Qualification. The Course is open all who have a strong desire to help and heal the sick. Courses commance September 1995 - **London and Birmingham.**

For **FREE PROSPECTUS** apply to: The Secretary, Hahnemann College, 164 Ballards Road, Dagenham, Essex RM10 9AB.

Tel: 0181-984 9240 (9am to 5pm)

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

"یوروپا" پر آکسیجن

ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ زندہ رہنے کے لئے سانس لینے کی ضرورت ہے۔ ہر چرند، پرند یہاں تک کہ درخت بھی زندہ رہنے کے لئے آکسیجن کا استعمال کرتے ہیں۔ اسی لئے خدائے رحمان نے اس کرہ ارض پر وافر مقدار یعنی تقریباً ۲۰ فیصد تک آکسیجن مہیا فرمائی ہے اور اس کے علاوہ مختلف ذرائع سے ایسا انتظام فرمایا ہے کہ باوجود اس کے وسیع استعمال کے کاربن ڈائی آکسائڈ دوبارہ آکسیجن میں درختوں کے ذریعہ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

ہیئت دان دوسرے سیاروں اور ستاروں میں کسی رنگ کی زندگی کے متلاشی ہیں لیکن تقریباً ہر جگہ ہی انہیں آکسیجن نہیں ملی کہ جس پر کسی قسم کی زندگی کا امکان ہو سکے۔ تاہم انہوں نے "یوروپا" چاند پر نہایت معمولی مقدار میں آکسیجن ڈھونڈلی ہے۔ یاد رہے کہ یوروپا کا نام اس چاند کو دیا گیا ہے جو جوپیٹر (Jupiter) کے ارد گرد گھومتا ہے۔ ہیئت دانوں نے مشاہدات سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس چاند پر بعض جگہوں پر برف کی مہین تہہ موجود ہے۔ جب سورج کی شعاعیں اس برفیلی تہہ پر پڑتی ہیں تو پانی (جو کہ ہائیڈروجن گیس اور آکسیجن گیس کا مرکب ہے یعنی (ی ق) ہائیڈروجن گیس اور آکسیجن گیس میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ گیسیں پھر فضا میں پھیل جاتی ہیں۔ تاہم اس فضا کا دباؤ زمینی فضا کے دباؤ سے کھربوں گنا کم ہے۔ واضح ہے کہ ان حالات میں کسی انسان یا حشرات الارض کا زندہ رہنا ناممکن ہے۔ لیکن کیا ایسے مختلف نہایت ہی چھوٹے کیڑے (Micro-Organism) موجود ہیں جو ان حالات میں وہاں زندہ رہ سکیں!؟ شاید آنے والی ریسرچ اس پر مزید کوئی روشنی ڈال سکے۔ یہ دلچسپ حقیقت بھی سامنے آئی ہے کہ جوپیٹر کے دوسرے چاند یعنی Ganymede پر بھی آکسیجن موجود ہے لیکن برف کی گہری تہوں کے نیچے پھنسی (Trapped) ہوئی ہے اور جب تک برف کی یہ تہیں نہ پگھلیں اس آکسیجن کا فضا میں پھیلنا ناممکن ہے۔

☆☆

دماغ کی رسولی کا علاج

دماغ انسانی جسم کے نازک ترین اعضاء میں شمار ہوتا ہے۔ چونکہ دماغ انسانی جسم کے کم و بیش اکثر حصوں کو کنٹرول کرتا ہے اس لئے دماغ میں ہونے والی بیماریوں کے مہلک اثرات ہو سکتے ہیں۔ اس میں سے ایک انتہائی مہلک بیماری دماغ کا کینسر ہے جس میں دماغ کے اندر ایک رسولی (Brain Tumer) پیدا ہو جاتی ہے۔ جو آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں دماغ میں واقعہ اعصاب ختم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی دماغ کے لئے یہ انتظام فرمایا ہے کہ تقریباً پانچ سال کی عمر تک دماغ بڑھتا ہے لیکن پھر اس میں مزید افزائش بند ہو جاتی ہے۔

عام طور پر اس رسولی کو ایک نہایت ہی نازک اور پیچیدہ آپریشن کے بعد دماغ سے نکال دیا جاتا ہے۔ رسولی کے بچے کھچے حصوں پر انتہائی طاقتور شعاعیں (Radio Theraphy) ڈالی جاتی ہیں۔ جن سے امید کی جاتی ہے کہ رسولی کا بقیہ حصہ بھی ختم ہو جائے گا۔ لیکن اکثر اوقات رسولی کے کچھ نہ کچھ جرثومے (Cells) دماغ میں رہ ہی جاتے ہیں جو پھر دوبارہ آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور بالآخر انسان کی موت پر منتج ہوتے ہیں۔

دماغ کے ماہرین نے خدا تعالیٰ کے پیدا فرمودہ ایک نظام کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک نہایت حیرت انگیز طریقہ دریافت کیا ہے جو ابھی تجربات کے ابتدائی مراحل میں ہے۔ اس طریقہ کار کے مطابق پہلے حسب معمول آپریشن کے ذریعے رسولی کو نکالا جاتا ہے۔ دوران آپریشن ہی انسانی دماغ میں ایک قسم کا وائرس (Virus) داخل کیا جاتا ہے۔ اس وائرس کی خوبی یہ ہے کہ یہ صرف انہی خلیوں پر اثرانداز ہوتا ہے جو کہ بڑھ (Grow) رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ پانچ سال کی عمر کے بعد دماغ کے خلیے مزید بڑھنا بند کر دیتے ہیں۔ اس لئے دماغ میں بڑھنے والی چیز صرف رسولی کے خلیے ہی رہ جاتے ہیں۔ ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک پولیس مین چوروں کو پکڑ لے۔ چنانچہ جب رسولی کے خلیے ان وائرس کی جکڑ میں آ جاتے ہیں تو دماغ میں پھر ایسے ٹیکے لگائے جاتے ہیں جو ان کو پکڑے ہوئے رسولی کے خلیوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

ابھی اس طریق کو کچھ ہی لوگوں پر تجربۃً عمل میں لایا گیا ہے۔ ڈاکٹر مطمئن ہیں کہ انشاء اللہ یہ طریق ہزاروں افراد کی جان بچانے کا باعث ہوگا۔

اسیران راہ مولیٰ کے اعزاز میں الوداعی تقریب

(لندن) مورخہ ۱۲ جون ۱۹۹۵ء کو اسیران راہ مولیٰ مکرم رانا نعیم الدین صاحب، مکرم حاذق رفیق طاہر صاحب، مکرم عبدالقدیر صاحب اور مکرم محمد نثار صاحب کے اعزاز میں ایک الوداعی تقریب محمود ہال میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے مہمانان خصوصی کو الوداع کہتے ہوئے اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک لمبے عرصہ تک ظالم حکمرانوں کی اذیتیں برداشت کرتے ہوئے ثابت قدمی کے نمونے دکھائے۔ برطانیہ میں عارضی قیام کے بعد اب جبکہ وہ کینیڈا تشریف لے جا رہے ہیں اس موقع پر ہم ان کو اپنی دلی دعاؤں اور محبت کے جذبات کے ساتھ رخصت کرتے ہیں۔

اس موقع پر اسیران راہ مولیٰ نے بھی اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے سب احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ ان کے اس قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیار، شفقت اور رفاقت کی لطف اندوزیوں کے علاوہ جماعتی اور انفرادی طور پر دلجوئی اور عزت افزائی ان کے لئے ناقابل فراموش یاد گار ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی انتہائی مصروفیات کے باوجود ازراہ شفقت تشریف لا کر اس تقریب کو رونق بخشی۔

دنیائے مذاہب

عیسائیوں کا ایک نیا فرقہ
ایک نئے چرچ کا قیام

(انگلستان): چرچ آف انگلینڈ کے اعتقادات غلط رخ اختیار کرنے پر اینکلیکن (Anglican) چرچ سے منسلک ایک طبقہ نے چرچ آف انگلینڈ کو خیر باد کہہ کر اپنے علیحدہ چرچ کے قیام کا اعلان کر دیا ہے جس کا نام Reformed Evengelical Church ہوگا۔ چرچ آف انگلینڈ کی تاریخ میں ایسا پہلا واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ سینڈی فورڈ، نیو کاسل اپون ٹائین، سینٹ برناباس اور سینٹ جوڈے کے چرچوں سے منسلک افراد ۳۰ اپریل کو باقاعدہ طور پر علیحدگی اختیار کر کے نئے چرچ کا اعلان کریں گے۔

چرچ کے ایک کارکن نے جو عرصہ ۲۵ سال سے چرچ کا ایک عہدیدار ہے کہا ہے کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ چرچ کی انتظامیہ اصل عیسائی عقائد سے اتنا ہٹ گئی ہے کہ اس کی اصلاح ممکن نہیں۔ اسی طرح وہ بائبل کی تعلیم کو پس پشت ڈال رہے ہیں اور اس سے ایسے استدلال کر رہے ہیں کہ جن کی اس میں گنجائش نہیں نکلتی۔ خاص طور پر وجہ نزاع "ہم جنس پرستی" پر ان کا نظریہ اور عورتوں کو باقاعدہ پادری بنانا ہے۔ اکثر بشپ اور آرچ بشپ ہم جنس پرستی کو برا خیال نہیں کرتے اور اس طرح اپنے گزشتہ موقف سے ہٹ گئے ہیں۔ عورتوں کو پادری کے عہدہ پر فائز کرنے کے بھی بہت سے عیسائی طبقے خلاف ہیں یہاں تک کہ بعض پادریوں نے احتجاج کے طور پر چرچ سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔

نئے چرچ کے پیروکاروں کا کہنا ہے کہ ان کا چرچ عنقریب عیسائی دنیا میں ہر دلعزیز ہو جائے گا۔

اعلان
برائے موصیان

ہر ایسی جائیداد جو آپ کی آمد سے خرید کی گئی ہے خواہ کسی اور کے نام سے ہو وہ جائیداد موصی کی شمار ہوگی البتہ ایسی جائیداد جو کسی موصی کے نام سے ہو اور موصی کی آمد سے خرید کردہ نہیں بلکہ بے نامی کی ہے اس بارہ میں موصی کا بیان دفتر وصیت میں ریکارڈ ہونا ضروری ہے تا بعد میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

احمدیہ مشن ہاؤس کرائیڈن میں مجلس سوال و جواب

[لندن] مورخہ ۱۱ جون کو احمدیہ مسلم مشن ہاؤس کرائیڈن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ نے ایک مجلس سوال و جواب کا اہتمام کیا جس میں مختلف طبقہ خیال کے مسلم بھائیوں نے شرکت کی۔

کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم آفتاب احمد خان صاحب، امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے اس اجلاس کی صدارت فرمائی۔ مکرم ولید احمد صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ برطانیہ نے بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ مہدویت اور آپ کی قائم کردہ روحانی جماعت کی مساعی خدمت قرآن، خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کا مختصر خاکہ بطور تعارف پیش کیا۔ اور بتایا کہ ایسی مجالس کا اہتمام اس لئے جا رہا ہے کہ تا متلاشیان حق اپنے اندیشوں اور وسوسوں کو اپنے سینے سے اچھال کر باہر کریں اور روحانی جلا پائیں۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساڑھے گیارہ بجے کے قریب تشریف لا کر حاضرین میں رونق افروز ہوئے اور حسب معمول سوالات کی دعوت دی۔ سوالات کا یہ سلسلہ ۲ بجے تک جاری رہا۔ آخر میں پچاس سے زائد دوستوں نے حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر پڑھائی۔

اس موقعہ پر تمام مدعوین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC
CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

دہشت گردی مشرقی بھی ہے اور مغربی بھی۔ یہ سیاہ بھی ہے اور سفید بھی۔ یہ یہودی، عیسائی، ہندو اور مسلمان وغیرہ بھی ہے۔ یہ امریکن، لاطینی عرب بھی ہے۔ اور یورپین، روسی اور جاپانی وغیرہ بھی ہے۔ یا پھر یہ نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی، نہ جنوبی ہے اور نہ شمالی، نہ عیسائی ہے اور نہ مسلمان وغیرہ۔

۱۳ اپریل کراچی میں ایک پولیس انسپکٹر قتل ہوتا ہے، ۱۴ اپریل کو سلوواکیہ کے ایک ممتاز سیاستدان کے گھر کے باہر بم پھٹتا ہے، ۱۵ اپریل کو نیدرلینڈ میں ایک مسجد پر حملہ ہوتا ہے، ۱۶ اپریل کو تھائی لینڈ میں ایک Beach Resort پر گرنیڈ پھینکا جاتا ہے، ۱۷ اپریل کو نکاراگوا میں ایک مسافر بس پر گولیوں کی بارش برسائی جاتی ہے، ۱۸ اپریل کو دہشت گرد لائبیریا کے ایک گاؤں میں ۶۳ عورتوں اور بچوں کو قتل کرتے ہیں، اور ۱۹ اپریل کو جاپان کے ایک ریلوے اسٹیشن پر زہریلی گیس سے مسافروں پر حملہ ہوتا ہے، سپین میں اپوزیشن لیڈر پر کار بم سے حملہ ہوتا ہے، اور امریکہ کے شہر اوکلاہوما (Oklahoma) میں فیڈرل گورنمنٹ کی ایک ۹ منزلہ عمارت کو ہزاروں پاؤنڈ وزنی بم سے اڑا دیا جاتا ہے۔ یہ ۱۳ اپریل ۱۹۹۵ء سے ۱۹ اپریل ۱۹۹۵ء کا ہفتہ ہے۔ سال کے باقی ہفتے بھی اسی نوعیت کے حامل ہیں (نیوز ویک، یکم مئی ۱۹۹۵ء)۔

کسی صاحب عقل انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ان حالات میں دہشت گردی کو اسلام کی طرف منسوب کرے اور اسلامی دہشت گردی، اسلامی انتہاپسندی اور اسلامی بنیاد پرستی وغیرہ جیسی اصطلاحات استعمال کرے۔ اور اگر انہیں ضرور ہی استعمال کرنا ہے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ سلوواکیہ، نیدرلینڈ، نکاراگوا، لائبیریا، سپین وغیرہ اور امریکہ کے دہشت گردوں کو عیسائی دہشت گرد کہے۔ جاپان اور تھائی لینڈ کے دہشت پسندوں کو بدھ دہشت پسند کہے اور کراچی کے انتہاپسندوں کو مسلمان انتہاپسند کہے۔ اس تقسیم سے اسے یہ علم ہو سکے گا کہ سب سے زیادہ دہشت گردی، بنیاد پرستی اور انتہاء پرستی عیسائی ممالک میں ہو رہی ہے۔

ہمیں امریکہ میں دہشت پسندوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے بے گناہ مردوں، عورتوں اور بچوں کی ہلاکت کا اتنا ہی افسوس ہے جتنا کراچی کے بے گناہ مقتولین کا، یا دنیا کے کسی اور ملک میں دہشت پسندی کا شکار ہونے والے انسانوں کا۔ لیکن ہم اس امر پر اظہار سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ ایک عرصے سے مغربی پریس اور انفارمیشن نے یہ طریق اختیار کیا ہوا ہے کہ مسلمان دہشت گردوں کے ذکر میں قرآن اور اسلام کے حوالے بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں اور کوئی رپورٹ اسلامی دہشت گردی، اسلامی عسکریت پسندی، اسلامی انتہاپسندی اور اسلامی بنیاد پرستی کی اصطلاحات کے استعمال کے بغیر مکمل اور درست نہیں سمجھی جاتی۔ اس کے برعکس کسی غیر اسلامی ریاست یا افراد کے تذکرے میں مذہب کا حوالہ نہیں دیا جاتا۔

اور حد تو یہ ہے کہ جونہی ۱۹ اپریل کو امریکہ میں دہشت گردی کا واقعہ رونما ہوا فوراً بعض معتبر سیاست دانوں اور صحافیوں نے اسے بلاتحقیق اسلامی دہشت گردی قرار دے دیا۔ امریکہ کے صدر نے اس پر جو پہلا بیان دیا اس میں انہوں نے اسلام کا نام تو نہیں لیا لیکن ان کے Tone سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بھی اسی خیال کے حامی ہیں۔ چنانچہ ایک مسلمان تاجر کو لندن میں گرفتار بھی کیا گیا اور امریکہ میں بعض مسلمانوں کے گھروں پر پتھراؤ بھی کیا گیا اور Immigration Laws کو سخت بنانے کے مطالبات بھی شروع ہو گئے۔ وہ تو بھلا ہو ایف۔ بی۔ آئی۔ کا کہ انہوں نے فوراً مجرموں کا سراغ لگالیا اور پتہ چلا کہ مجرم ۲۰۰ فیصد امریکن ہیں۔

ہمارا اس جملہ معترضہ سے مقصود یہ ہے کہ اسلام دشمنی کی اس مغربی اور بالخصوص امریکن فضا نے مغربی دہشت پسندوں کو اسلامی چھتری مہیا کر دی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ قانون سے چھپنے میں کامیاب ہو گئے تو تحقیقات کا رخ مسلمانوں کی طرف پھر جائے گا اور وہ قانون کی گرفت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر Tim اتفاقاً اس واقعہ کے ایک گھنٹہ بعد ایک معمولی سے جرم میں پکڑا نہ جاتا اور F.B.I. والے آدھ گھنٹہ اور لیٹ ہو جاتے تو Tim، ۵۰۰ ڈالر کی ضمانت پر رہا ہو کر فرار ہو چکا ہوتا اور پریس، پولیس اور حکومت کی توجہ مسلمانوں کو تلاش کرنے کی طرف مکمل طور پر مبذول ہو چکی ہوتی۔ مغربی پریس اور سیاست دانوں کا اسلام کے متعلق معاندانہ طرز عمل نہ صرف مسلمانوں کے لئے تکلیف دہ ہے بلکہ خود مغرب کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔

امریکہ کی دہشت گرد تنظیمیں

امریکہ کی دہشت گرد، انتہا پسند اور بنیاد پرست تنظیمیں موثر اور فعال گروہ ہیں۔ جن کے نمائندے امریکن کانگرس اور سینیٹ میں بھی موجود ہیں۔ ان کی ممبر شپ مندرجہ ذیل قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے:

1. Tax Protesters
2. Christian Home-Schoolers
3. Conspiracy Theorists
4. Second Amendment Activists
5. Drug Trafickers
6. Christian Patriots
7. State Militias
8. States - Righters
9. Militia of Montanna
10. Constitutionalists

وغیرہ وغیرہ (ٹائمز۔ یکم مئی ۱۹۹۵ء)

ان تنظیموں کے ممبران کی تعداد ایک لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ ان میں سے کئی ایک تنظیمیں نیم فوجی ہیں جو اپنے ممبرز کو باقاعدہ فوجی ٹریننگ دیتی ہیں اور ان کے پاس اسلحے کے ذخیرے بھی ہیں۔ لیکن امریکی قانون کے مطابق یہ سب کچھ جائز ہے اس لئے ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا جا سکتا۔

۱۹ اپریل کا واقعہ اور ایف بی آئی

ایف بی آئی کی پہلی Theory یہ تھی کہ یہ اسلامی بنیاد پرستوں کا کام ہے۔ دوسری تھیوری یہ تھی کہ یہ منشیات فروشوں کا کام ہے۔ اور تیسری تھیوری کے مطابق یہ کام امریکن انتہاپسندوں کا بھی ہو سکتا تھا۔ چنانچہ ایک فلسطینی امریکن شہری جو اس واقعہ کے فوراً بعد اوکلاہوما سے جہاز میں سوار ہو کر فلسطین جا رہا تھا کو لندن میں گرفتار کر لیا گیا لیکن اتفاقاً اس دہشت گردی کا اصل مجرم پکڑا گیا اور اس مسلمان مسافر کو رہا کر دیا گیا۔

صدر کلنٹن کو جب اس دہشت گردی کی اطلاع دی گئی تو ان کا فوری رد عمل یہ تھا کہ شاید اسرائیل امریکہ کی مدد کر سکے اور اسرائیل کے وزیر اعظم نے بھی امریکی صدر کو پیش کش کی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اصل مجرم حسن اتفاق سے پکڑا نہ جاتا تو تحقیقات کا رخ اسلامی بنیاد پرستی کی طرف پھیر دیا جاتا بلکہ پھیرا جا چکا تھا۔ امریکہ میں کئی مسجدوں کو ٹیلیفون پر دھمکیاں دی گئیں اور Larry King Live پروگرام پر اوکلاہوما کے سابق کانگرس مین Dave McCurdy نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ۱۹۹۲ء میں اوکلاہوما میں ایک اسلامک کانفرنس منعقد ہوئی تھی اور انہیں اسی وقت سے یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ شہر اسلامی دہشت گردی کا شکار ہو گا۔ اخبارات اور رسائل بھی دو دن تک یہی پراپیگنڈا کرتے رہے۔

امریکن کانگرس

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے واقعہ کے بعد صدر کلنٹن نے کانگرس میں ایک بل پیش کیا تھا۔ یہ بل اس مفروضے کی بنیاد پر وضع کیا گیا تھا کہ دہشت گرد صرف مسلمان ہی ہو سکتا ہے امریکن نہیں۔ جیسا کہ اس بل کی جزویات سے ظاہر ہے جو یہ ہیں۔-

(۱) جن تنظیموں کو امریکہ کا صدر دہشت گرد قرار دے گا ان کو امریکہ میں کسی بھی مقصد کے لئے، خواہ وہ بظاہر پرامن مقاصد ہی ہوں جیسے سکول اور ہسپتال وغیرہ، چندہ جمع کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(۲) چندہ لینے اور دینے والوں کو ملک بدر کیا جا سکے گا۔

(۳) امریکن حکومت ملزموں کو ثبوت مہیا کئے بغیر سزا دے سکے گی۔ ثبوت کا صرف خلاصہ مہیا کیا جائے گا۔ تفصیلات صیغہ راز میں رہیں گی۔

بل کی اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ دہشت پسند صرف غیر ملکی ہی ہو سکتے ہیں امریکن نہیں۔ کیونکہ امریکن شہری کو (۱) ملک بدر نہیں کیا جا سکتا۔ (۲) امریکن شہری کو بلا ثبوت سزا نہیں دی جا سکتی۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اوکلاہوما کے واقعہ کے بعد بجائے اس بل کو ختم کرنے کے اس کی اہمیت بڑھا دی گئی ہے اور کانگرس اپنے اختلافات ختم کر کے جلد از جلد اس بل کو پاس کرنا چاہتی ہے حالانکہ یہ بل پاس کرنے سے دہشت گردی بڑھنے کا امکان ہے نہ کہ کم ہونے کا۔ کیونکہ یہ بل جس مفروضے پر قائم کیا گیا ہے وہ مفروضہ ہی سرے سے غلط ہے۔ لاکھوں انسانوں کو شہری اور انسانی حقوق سے محروم کرنا درحقیقت لوگوں کو دہشت گردی کی ترغیب دینے کے مترادف ہے۔ امریکی صدر تو نام بنام ہر اسلامی ملک کو دہشت گرد قرار دے چکے ہیں۔ لہذا دنیا کے کسی بھی مسلمان کو اس پر الزامات کا ثبوت مہیا کئے بغیر سزا دی جا سکے گی۔

امریکن کانگرس کا یہی بل درحقیقت وہ نیو ورلڈ آرڈر ہے جو مغرب دنیا پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ کے صدر جس ملک کو چاہیں، بلا ثبوت دہشت گرد قرار دے کر اس پر Carpet Bombing کر سکتے ہیں۔ اس کی خوراک اور ادویات کی ناکہ بندی کر سکتے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کی جزویات بھی وہی ہیں جو اس بل کی ہیں۔ مثلاً:

(۱) امریکی صدر جس ملک کو دہشت گرد قرار دے گا اس کے خلاف فوج کشی جائز متصور ہوگی۔

(۲) ان کو پرامن مقاصد کے لئے بھی خرید و فروخت اور قرض یا امداد کی سہولتوں سے محروم کر دیا جائے گا۔

(۳) مغرب ان ممالک کو ان پر عائد کردہ الزامات کے ثبوت مہیا کرنے کا پابند نہیں ہو گا اور بغیر ثبوت کی تفصیلات مہیا کئے سزا دے سکے گا۔

(۴) چونکہ ممالک کو ملک بدر کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے ان کو عراق کی طرح قید کر دیا جائے گا اور لیبیا کی طرح حج پر جانے کی اجازت بھی نہیں ہوگی۔ وغیرہ۔

الغرض دہشت گردی ایک بین الاقوامی وبا ہے۔ اس کا نہ تو عیسائیت کی تعلیم سے کوئی تعلق ہے اور نہ اسلامی تعلیم سے۔ دہشت پسند ہر قوم و ملت میں موجود ہیں۔ نہ اسلامی انتہاپسندی کوئی چیز ہے اور نہ عیسائی بنیاد پرستی۔ اسلامی ممالک کو دہشت گرد قرار دینا مغرب کے بین الاقوامی مفادات کے خلاف ہے اور نیو ورلڈ آرڈر کی بنیاد اس خلاف عقل مفروضے پر رکھنا دنیا میں ایک New World Disorder قائم کرنے کے مترادف ہے۔

ضروری اعلان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر ہر جمعہ کے روز اردو میں اور ہر اتوار کے روز انگریزی میں سوالات کے جوابات بیان فرماتے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہو اور آپ اس کا جواب چاہتے ہوں تو سوال انگریزی یا اردو میں لکھ کر بذریعہ ڈاک یا بذریعہ فیکس مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے نام لندن بھجوا دیں۔ انشاء اللہ اولین فرصت میں وہ سوالات حضور انور کی خدمت میں پیش کر دئے جائیں گے۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

Earlsfield Properties

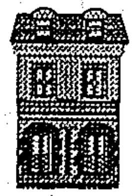

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

الفضل ڈائجسٹ

مرتبہ ۔ محمود احمد ملک

اس مرتبہ ہم اپنے کالم میں کینیڈا سے شائع ہونے والے رسائل کا تعارف کروا رہے ہیں۔ اردو اور انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں شائع ہونے والے رسائل بھجوانے والوں سے یہ مکرر درخواست ہے کہ براہ کرم شائع شدہ مضامین اور خبروں کی مختصر تفصیل، اردو زبان میں حسب ذیل پتہ پر ارسال کیا کیجئے۔

Editor Alfazl International,

6 Hardwicks Way, London SW18 4AJ U.K.

★★جماعت احمدیہ کینیڈا کا مجلہ "احمدیہ گزٹ" اپنی طباعت کے چوبیسویں سال میں ہے۔ ماہ مارچ کا شمارہ جو مسیح موعود نمبر ہے، عمدہ کاغذ پر خوبصورت طباعت کے ساتھ ۶۸ صفحات پر مشتمل ہے، یعنی انگریزی کے ۴۰ اور اردو کے ۲۸ صفحات ہیں۔ اردو حصہ میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے دعا کے بارہ میں شائع ہونے والے مضمون میں تحریر ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے لیکن اسکی قبولیت کے بعد یہ نہیں کہنا چاہئے کہ فلاں کام دعا سے ہوا ہے بلکہ یہی کہنا چاہئے کہ فلاں کام خدا کے فضل سے ہوا ہے۔ اسی طرح جہاں اپنے لئے خود بھی دعا کرنی چاہئے وہاں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ضرور دعا کی درخواست کرنی چاہئے۔ آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا نقل کی گئی ہے، عرض کیا۔ "اے میرے محسن! اے میرے خدا! میں تیرا ایک ناکارہ بندہ پرمعصیت اور پرغفلت ہوں۔ تونے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا، انعام پر انعام کیا۔ گناہ پر گناہ دیکھا، احسان پر احسان کیا۔ تونے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بےشمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پرگناہ پر رحم کر۔ میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس فکر سے نجات بخش کہ سوا تیرے اور کوئی قبول کرنے والا نہیں"۔

★★گزٹ کے اردو حصہ میں زیادہ تر قسط وار مضامین شامل ہیں۔ مثلاً "خلش ناتمام" کے عنوان سے ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب آف پورٹ لینڈ امریکہ نے قادیان سے متعلق تحریر کئے جانے والے مضمون کی پہلی قسط میں جلسہ سالانہ کے لئے قادیان کے پرکیف سفر اور پھر ہجرت کے ایام میں قادیان کے حالات کا نقشہ کھینچا ہے۔ اسی طرح عبدالرحمن صاحب دہلوی نے محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کے قبول اسلام سے متعلق اپنی یادداشت کی آخری قسط پیش کی ہے۔ محترم آرچرڈ صاحب آجکل آکسفورڈ جماعت میں مشنری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کو پہلے انگریز واقف زندگی ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور تبلیغ کے سلسلہ میں برطانیہ کے علاوہ لاطینی امریکہ میں بھی آپ کئی سال خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ اسی رسالہ میں محمد زکریا ورک صاحب کے ایک مضمون کی دوسری قسط شائع ہوئی ہے جس میں تین عظیم سائنسدانوں "نیوٹن، آئن سٹائن اور عبدالسلام" کی کامیاب زندگیوں کے نشیب و فراز اور طبائع میں اتفاقات و اختلافات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس قسط میں آئن سٹائن کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ شراب سے اسکو نفرت تھی البتہ وہ سگریٹ نوشی کا عادی تھا۔ شام کو لمبی سیر ہی اسکی ورزش تھی۔ اس کی طرز تحریر نیوٹن کی طرح خوشنما تھی۔ آئن سٹائن نے کئی ممالک کا سفر اختیار کیا۔ اس کو اسرائیل کا صدر بننے کی پیشکش کی گئی جو اس نے رد کردی۔ آئن سٹائن اور نیوٹن دونوں طبیعت کے سادہ اور اصولوں کے پابند انسان تھے۔ دونوں اپنے آپکو مذہبی سمجھتے تھے۔ دونوں بلا تردد گھنٹوں کام کرسکتے تھے۔ نیوٹن اکیلے کام کرنا پسند کرتا تھا جبکہ آئن سٹائن کے ساتھ اسکا ایک نائب ہوتا تھا۔ نیوٹن کے برعکس آئن سٹائن کسی نفسیاتی بیماری کا شکار نہ ہوا۔

اس کے علاوہ چند مختصر مضامین اور نظمیں بھی اردو حصہ میں شامل اشاعت ہیں۔ محترم حسن محمد خان صاحب کے مضمون "ناقابل فراموش" میں یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ انسان کے دل میں دنیا کی محبت کی جگہ خدا کی محبت پیدا ہونی چاہئے کیونکہ وہی ذات ہے جو دنیاوی آزمائشوں سے ہمیں کامیاب گزار سکتی ہے۔

★★انگریزی حصہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ کا انگریزی ترجمہ شامل ہے اور حضور انور کی کتاب Christianity:A Journey from Facts to Fiction سے ایک باب پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دشمن احمدیت ڈاکٹر راشد علی آف الفجیرہ کی ایک گھٹیا اور لغو تحریر کا جواب بھی اس میں شائع ہوا ہے۔ دیگر مختصر مضامین کے علاوہ جمعہ کے روز کی فضیلت کے بارے میں ڈاکٹر سلیم رحمن صاحب کا مضمون شامل ہے۔ الغرض جماعت احمدیہ کینیڈا کی یہ عمدہ اور مفید پیشکش ہے۔

★★لجنہ اماء اللہ کینیڈا کا مجلہ "النساء" سہ ماہی اول ۱۹۹۵ء بھی موصول ہوا ہے جسکے ۵۰ صفحات اردو اور انگریزی میں مساوی تقسیم کئے گئے ہیں۔ اردو حصہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لجنہ سے خطاب کا طویل اقتباس شائع ہوا ہے جو گھروں میں امن کے قیام سے متعلق ہے۔ اسی شمارے میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ صاحب کے مضمون میں احمدی خواتین کو قیمتی نصائح سے نوازا گیا ہے، مثلاً اول یہ کہ خدا تعالیٰ کی عظمت دنیا کی ہر شے سے عزیز اور اعلیٰ سمجھ کر اسکے احکام کو ہر دوسرے کی منشاء پر مقدم سمجھو۔ دوم اپنے خاوند کی حتی الوسع فرمانبرداری کرو۔ سوم اپنی اولاد کی نیک تربیت کرو تاکہ یہ نیکی دائمی بن جائے......

★★محترمہ سمیرا روحی کے مضمون "تعلق باللہ" میں یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ اگر ہم اپنی زندگیوں کے پروگرام خدا کی رضا کے مطابق نیک مقاصد کو سامنے رکھ کر بنائیں تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے کامیابیوں کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ اسی مجلہ میں "توقت" کی اہمیت کے بارے میں نوروز ملک صاحبہ کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں ذکر ہے کہ واٹرلو کے میدان میں نپولین کی شکست کی وجہ یہ تھی کہ اس کا معتمد جرنیل میدان جنگ میں وقت مقررہ سے سات منٹ کی تاخیر سے پہنچا تھا۔

★★مجلہ "النساء" کے انگریزی حصہ میں کئی عمدہ اور معلوماتی مضامین پیش کئے گئے ہیں۔ مثلاً محترمہ فریحہ داؤد صاحبہ کے مضمون "کیریکٹر" میں بتایا گیا ہے کہ یہ حضور اکرمؐ کا پرعظمت کردار ہی تھا جس نے آپکے دشمنوں کے دلوں میں عظیم تغیر بپا کردیا۔ چنانچہ مستقل اپنا تجزیہ کرتے رہنا اور نظم و ضبط کے ساتھ اپنے جذبات پر قابو پانا ہی کردار کی عظمت ہے اور یہ بھی کہ اچھی سوچ ہی اچھے کردار کو جنم دیا کرتی ہے۔

★★ڈاکٹر خیرالبشر صاحب کے مضمون "اچھی صحت کے راز" میں ۷ سے ۸ گھنٹے روزانہ کی بھرپور نیند، چند منٹ کی ایسی ورزش یا سیر جو پسینہ لائے، عمدہ غذا (کچی سبزیاں اور پھل، خشک پھل)، بھرپور ناشتہ (انڈا، دودھ) کے علاوہ وزن کو بڑھنے سے روکنے پر زور دیا گیا ہے۔ نیز سگریٹ نوشی کو ترک کرنا بھی عمدہ صحت کے قیام کے لئے ایک اہم قدم ہے۔

★★انڈونیشیا میں احمدیت کے نفوذ کے بارے میں ایک انڈونیشین بہن محترمہ نور جمیلہ صاحبہ کا خطاب بھی شائع ہوا ہے جو جامعہ احمدیہ جکارتہ کی گریجویٹ ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ۱۹۲۲ء میں انڈونیشیا کے تین نوجوان دینی تعلیم کے حصول کے لئے ہندوستان گئے اور قبول احمدیت کی سعادت پائی۔ انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کو انڈونیشیا کے دورے کی دعوت دی تو حضورؓ نے ۱۹۲۵ء میں حضرت مولوی رحمت علی صاحب (مرحوم) کو بطور مبلغ انڈونیشیا بھجوادیا جہاں انکی تبلیغی مساعی سے بہت سے افراد نے حق قبول کیا اور پہلی احمدیہ مسجد "ھدایت" بھی تعمیر ہوئی۔ انڈونیشیا کے پہلے صدر سوئیکارنو جماعت احمدیہ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مولوی سید شاہ محمد صاحب مربی سلسلہ کو انڈونیشیا کے ایک بڑے اعزاز "ستارہ امتیاز" سے بھی نوازا گیا۔ اس وقت انڈونیشیا میں ۱۸۷ جماعتیں ہیں اور ہر جماعت میں مسجد ہے۔ لجنہ اماء اللہ بھی دعوت الی اللہ اور خدمت خلق کے کاموں میں عمدہ خدمات کی توفیق پارہی ہے۔

★★کالم کے آخر میں جماعت احمدیہ میامی (امریکہ) کی طرف سے موصول ہونے والے دو نیوز لیٹرز کا ذکر بھی ضروری ہے جو احمدیہ مسجد "بیت النصیر" میامی کے نام کی مناسبت سے "النصیر" کے نام سے شائع ہوتے ہیں۔ انکے ذریعہ سے احباب جماعت کو جماعتی اور ذیلی تنظیموں کی گذشتہ کارگزاری اور آئندہ پروگراموں سے آگاہ رکھا جاتا ہے۔

★★★★★★★★★★★★★★★

بقیہ ہومیو پیتھی کلاس

حضور نے فرمایا برائیونیا کو آرنیکا کے حوالے سے بھی خاص طور پر یاد رکھنا چاہئے۔ آرنیکا چوٹوں کی اور خون کے جمنے کی دوا ہے۔ اگر آرنیکا کی تکلیف کرانک ہو جائے مثلاً گھٹنے کی چوٹ ۵۰، ۵۰ سال کے بعد بھی واپس آ جاتی ہے۔ ایسے وقت میں صرف آرنیکا کام نہیں آتی۔ ہاں اگر برائیونیا کے ساتھ آرنیکا ادل بدل کر دی جائے یا بعض دفعہ ملا کر دی جائے تو بہت مفید ہے۔ گھٹنوں میں ایسی چوٹ کے درد کے لئے جو بچپن میں کہیں لگے اور بڑی عمر میں آ کر ابھرے، آرنیکا ۱۰۰۰ پہلے ہفتہ میں ایک خوراک اور پھر برائیونیا ۱۰۰۰ دوسرے ہفتہ ایک خوراک۔ اس طرح باری باری استعمال کریں۔ اکثر مریضوں کو اس سے بہت فائدہ ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیکن اگر ہڈیوں میں ہیئتی تبدیلیاں آ جائیں، ہڈیاں کھائی گئی ہوں۔ یا نوکیں بن گئی ہوں تو اس کا علاج صرف سرجری ہے۔ جن کیسوں میں ہڈیوں میں بگاڑ نہ ہو وہ آپریشن کی بجائے آرنیکا ۱۰۰۰ اور برائیونیا ۱۰۰۰ میں دیں۔

ایک بیماری ہوتی ہے جس میں ہڈی جھڑنی شروع ہو جاتی ہے۔ اس میں برائیونیا کافی نہیں ہوگی۔ اس میں فاسفورس گہرا اثر کرے گی اور پکرک ایسڈ (Picric-Acid) بھی اثر دکھاتی ہے۔ اگر اس کی علامتیں پائی جاتی ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ گلے کے بخار بعض دفعہ ہر روز بڑھتے ہیں۔ رات ایک بجے کے بعد بہت تیزی دکھاتے ہیں۔ صبح بچے دوڑتے پھرتے ہیں۔ رات کو پھر بخار اور دن کو پھر ٹھیک۔ اگر ۳، ۴ دفعہ ایسا ہو تو پھر جان لیوا ہو جاتا ہے۔ اس لئے گلے کے بخار کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ ڈاکٹر اس کے علاج کے لئے فوراً انٹی بائیوٹک دیتے ہیں۔ اس سے بخار تو اتر جاتا ہے مگر اگلی دفعہ جلد دوبارہ بخار ہو جاتا ہے اور اس کے جگر کو نقصان پہنچتا ہے، جسم سوکھا سڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے علاج میں اینٹی بائیوٹک جسم کو بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے:

سلفر (Sulphur.200)

پائرو جینم (Pyroginum.200)

دونوں ملا کر بخار کی حالت میں دن میں دو تین دفعہ دیں۔ دوسرے دن دو دفعہ۔ تیسرے دن ایک دفعہ۔ اس طرح رفتہ رفتہ کم کریں۔

یہ عمومی انفکشن کے مقابلہ کے لئے چوٹی کی دوا ہے۔ ہر قسم کی انفیکشن پر بڑا گہرا اثر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ:

فیرم فاس (Ferr.Phos 6x)

سلیشیا (Silicea 6x)

کالی میور (Kali Mur 6x)

کلکیریا فاس (Calc.Phos 6x)

یا کلکیریا فلور (Calc.Fluor 6x) دیں۔

کلکیریا فلور عموماً زیادہ کرانک موقعوں پر کام آتی ہے۔ کیونکہ سخت گٹھلیوں کو گھولنے کے لئے اچھی دوا ہے مگر روز مرہ کے لئے کلکیریا فاس کافی ہے اور یہی رکھنی چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ اس سے جب بخار ٹوٹتا ہے تو رات کے آخری حصہ میں بچے کو نسبتاً آرام آتا ہے اور دوسرے تیسرے دن تک بچے کو خدا کے فضل سے مکمل آرام آ جاتا ہے۔ اگر یہ دوا آپ دے دیں اور رات کے آخری وقت میں بخار کی تیزی اسی طرح ہے تو دوا بدلیں یا کوئی علاج کریں۔

مکتوب آسٹریلیا

دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

جدید سائنس کے ذریعہ پرندوں کی ناپید ہوتی ہوئی نسل کو بچانے کی کوشش

دنیا کے سب سے زیادہ کمیاب پرندوں میں سے Ibis ہے۔ یہ مرغابی کی طرح کا کلغی دار پرندہ ہے جو پانی اور کیچڑ وغیرہ پر چل بھی سکتا ہے۔ اس کی نسل تیزی سے ناپید ہو رہی ہے۔ جاپان میں یہ پرندے کل ۵۲ تھے جن میں سے اب صرف ایک باقی رہ گیا ہے۔ پچھلے دنوں جب آخری ایک Ibis مرا تو چند گھنٹوں کے اندر اندر اس کا توالد و تناسل کا مادہ مائع نائٹروجن میں منفی ۱۹۶ درجہ پر منجمد کر لیا گیا۔ ٹوکیو جاپان کی Waseda University کے پروفیسر Susumu Ishii کا دعویٰ ہے کہ آئندہ دس سال تک سائنس اتنی ترقی کر جائے گی کہ اس پرندے کے منجمد مادہ کو کسی ملتی جلتی نوع کے جنین (Embryo) کے ساتھ مخلوط کر کے Ibis کی نسل کو باقی رکھا جا سکے گا۔ اگر یہ تجربہ کامیاب ہو گیا تو جانداروں کی ناپید ہونے والی انواع کو قائم رکھنے کی سائنس میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا۔

(سڈنی مارننگ ہیرلڈ، ۲ مئی ۹۵ء)

☆☆

کیتھولک چرچ کے سکولوں میں دینیات کے اساتذہ کی شدید قلت اور اس کا علاج

پیرامیٹا (Parramatta) سڈنی کے کیتھولک سکولوں میں مذہبی معلمین کی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے۔ چرچ کے سکولوں میں دینیات کا مضمون لازمی ہے اور ان کے فارغ التحصیل طلباء سے توقع کی جاتی ہے کہ ان کو دینیات الہامی کتب اور چرچ کی تاریخ کا ایک معقول حد تک علم ہو لیکن دینی تعلیم کے لئے پادری اساتذہ مہیا نہیں ہو رہے۔ ۱۹۵۵ء میں ان سکولوں میں ۹۵ فیصد اساتذہ چرچ سے آتے تھے اور صرف ۵ فیصد غیر پادری ہوتے تھے۔ اب صورت حال اس کے برعکس ہے اور ۹۵ فیصد اساتذہ غیر پادری اور صرف ۵ فیصد پادری ہوتے ہیں۔ اس مشکل پر قابو پانے کے لئے جو اقدامات تجویز کئے گئے ہیں ان میں ایک تو یہ ہے کہ تمام اساتذہ ۱۹۹۷ء تک ایک خاص سطح تک مذہبی تعلیم ضرور حاصل کریں اور دوسرے یہ کہ اب بہت سی پادریوں کی درس گاہوں نے دینیات میں ڈگری کورس شروع کر دیئے ہیں چنانچہ اب غیر پادری اساتذہ اور غیر واقفین کے لئے مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے زیادہ مواقع پیدا ہو گئے ہیں۔ اور اب ان میں سے مذہبی معلمین حاصل کئے جا سکیں گے۔

☆☆

مستقبل کی ٹیکسیوں میں کیمرے

آسٹریلیا میں مستقبل کی ٹیکسیوں میں ایسے ویڈیو کیمرے نصب کئے جائیں گے کہ ایک بٹن دبانے پر ٹیکسی کے اندر کی تصویر پولیس سٹیشن یا مرکزی ٹیکسی ڈپو پر آنے لگے گی۔ نیز وہ مصنوعی سیاروں (Satellites) کے واسطہ سے ایسی لاسلکی شعاعیں پھینکیں گے جس سے ٹیکسی اپنی پوزیشن جہاں جہاں جائے گی بتاتی جائے گی۔ اس طریق سے ٹیکسی کو چوروں سے بچایا جا سکے گا۔ نیز پولیس سٹیشن وغیرہ سے ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ ٹیکسی کے انجن کو بند بھی کیا جا سکے گا۔ مسافر سمارٹ کارڈ کے ذریعہ کرایہ کی ادائیگی کر سکیں گے اور اپنا بنک بیلنس معلوم کر سکیں گے یا ٹیکسی میں بیٹھے بیٹھے بعض قسم کے ٹکٹ خرید سکیں گے۔

الیکٹرانک آلات کے ذریعہ ٹیکسی ڈرائیور کی حفاظت ان کیمروں کا اولین مقصد ہے۔ نیز چونکہ ٹیکسی ڈپو پر ٹیکسی کی پوزیشن آئے گی وہ نزدیک ترین مسافر کو اٹھانے کی ہدایت جاری کر سکے گا۔ اس منصوبہ کے ڈائریکٹر مسٹر رچرڈ فلیمنگ نے کہا کہ دو سال کے اندر یہ نظام کام کرنا شروع کر دے گا۔ اس سسٹم کو نصب کرنے کے لئے تقریباً اڑہائی ہزار ڈالر فی ٹیکسی خرچ ہوں گے۔

ہو سکتا ہے مستقبل کی کاروں میں بھی مسافروں کی حفاظت کے لئے اس طرح کا سسٹم مہیا کیا جا سکے۔

وفاپرستوں کا شعار

جو لوگ تیری نظر کا شکار ہوتے ہیں
وہ بے نیازِ غمِ روزگار ہوتے ہیں
کوئی تو روگ ہے آخر ترے فقیروں کو
کہ بات بات پہ یوں اشکبار ہوتے ہیں
جو حادثات ترے آستاں پہ لے آئیں
وہ حادثات بڑے خوشگوار ہوتے ہیں
دکھا دیا ہے جہاں کو وفا پرستوں نے
کہ تیرے نام پہ کیسے نثار ہوتے ہیں
کوئی تو جام اِدھر بھی بنامِ میخانہ
کہ ہم بھی بادہ کشوں میں شمار ہوتے ہیں
درِ حرم پہ مبشر انہیں تلاش نہ کر
خراب حال سرِ کوئے یار ہوتے ہیں

(مبشر احمد راجیکی مرحوم)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
23th June 1995 - 6th July 1995

FRIDAY 23TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	MTA Variety - Moshaira - by Blind Friends of Rabwah
1.00	News
1.20	Friday Sermon *LIVE*
2.40	Nazam
2.45	Mulaqat with Urdu speaking friends. 23/6/95
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 24TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile: Q/A KM4 Germany, 27/5/95. 1st Part.
1.00	News
1.30	Around the Globe: Book Exhibition in Islamabad.
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor 24-6-95
3.00	Nazam
3.05	MTA variety: German programme Lajna Imaillah "Quiz programme" part 3
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 25TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	MTA variety :Q\A with Huzoor Ijtema 27th May 1995 Germany 2nd part
1.00	News
1.30	Around the Globe: How and Why Yugoslavia was created.
2.00	Mulaqat with English delegates 25-6-95
3.00	Nazam
3.05	MTA variety :Letter from London by Ameer sahib UK
3.30	Canada speaks: "Food for thought" 5th part
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 26TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile: Speech by Noor Ahmad Bulstad (Norwegian)
12.30	Announcements and Nazm
1.00	News
1.30	Around the Globe: "A visit to Spain" 4th part
2.00	"Natural Cure" Homeopathy Lesson No.89
3.05	Nazam
3.10	"Dilbar mera yehi hai" Ch. Hadi Ali sb.
3.30	MTA variety: German programme - " Introduction to Ahmadiyyat " part 11.
4.00	Qaseedah
4.10	Arabic Programme with Hilmi Shafi sb.
4.40	Nazam
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 27TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters: "Health care of Mother and Child" part 7
12.30	Announcements and Nazam
1.00	News
1.30	Around the globe: "Introduction of the first 14 members of Lajna Imaillah
2.00	"Natural Cure" Homeopathy Lesson No.90
3.00	Nazam
3.05	Cooking Lesson ALMAIDAH
3.30	Nazam
3.35	Canada Speaks:"Meet our friends" part 5
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 28TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	MTA Variety : "Interview of Abdul Rasheed of Peshawar
12.30	Announcement and Nazam
1.00	News
1.30	Around the Globe: KM III's Visit to England 1978
2.00	"Quran Class" Tarjamatul Quran Class No. 64
3.00	Nazam
3.05	MTA Variety: Correct Pronunciation of Durr-e-Sameen
3.30	MTA Variety: Shahadat of Ch. Riaz Ahmad of Mardan
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 29TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Medical Matters: "First aid" with Dr.Mujeeb ul Haq
12.25	Announcements and Nazam
1.00	News
1.30	Around the Globe: Documentary
2.00	"Quran Class" Tarjamat tul Quran Class No.65
3.05	Nazam
3.10	"Children's Corner" : "Quiz programme" from Lahore between Atfal and Nasirat
4.05	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

FRIDAY 30TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	MTA Variety: "Hazrat Maulvi Mohammad Hassan Sahib"
1.00	News
1.20	Friday Sermon *LIVE*
2.40	Nazam
2.45	Mulaqat with Urdu speaking friends. 29/6/95
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 1ST JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile: "Interview of Canadian Lawyer - Mr Pierre Mahdi"
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor 24-6-95
3.00	Nazam
3.05	MTA variety: German programme (Lajna Imaillah) "Quiz programme" part 4
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 2ND JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith with English Translation
12.00	MTA Variety: Concluding Speech KM4, Ijetama 28/5/95
1.00	News
1.30	Around the Globe: Profile
2.00	Mulaqat with English delegates 25/6/95
3.00	Nazam
3.05	MTA variety : Letter from London by Ameer sahib UK
3.30	Canada Speaks : "Food for Thought" part 6
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 3RD JULY

11.30	Tilawat
11.45	Malfoozat
12.00	Eurofile: Speech by Noor Ahmad Bulstad (Norwegian) Part 2.
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Natural Cure" Homeopathy Lesson No.91
3.00	Nazam
3.05	"Dilbar mera yehi hai" Ch. Hadi Ali sb.
3.30	MTA variety: German programme "Introduction to Ahmadiyyat" Part 12
4.00	Qaseedah
4.10	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 4TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters: "Health care of Mother and Child"
12.30	Learning Languages Lesson 1 part 1
1.00	News
1.30	Around the globe:" Introduction of the first 14 members of Lajna "
2.00	"Natural Cure" Homeopathy Lesson No.92
3.00	Nazam
3.05	Cooking Lesson ALMAIDAH
3.30	Canada Speaks: Meet our Friends Part 6
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 5TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile:" Why I accepted Ahmadiyyat", Bosnian Language
12.30	Learning Languages Lesson 1 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Quran' Class" Tarjamatul Quran class No.66
3.05	Nazam
3.10	MTA Variety: "Hadhrat Massihe Maud ke Karnamay"
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 6TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Medical Matters: with Dr.Mujeeb ul Haq
12.25	Announcements and Nazam
12.30	Learning Languages Lesson 2 part 1
1.00	News
1.20	Nazam
1.30	Around the Globe: Documentary
2.00	"Quran Class" Tarjamat tul Quran class No.67
3.00	Nazam
3.05	MTA variety : Life of Hadhrat Bhai Abdul Rahman, Qadian
3.30	Ba'it Bazi Nasirat from Rabwah 1st part
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice .We are pleased to inform our viewers that "Learning Languages with Huzoor" programe will be back on the 4th of July at the same time. We welcome our viewers' comments and suggestions about the quality of the translations of the programme.

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, June 23, 1995 No. 25

شذرات

(م-ا-ح)

ڈاکٹر صہیب حسن امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ اور چیئرمین القرآن سوسائٹی اپنی جدیدیت کے دعووں کے باوجود اپنے افکار میں مثالی رجعت پسند ہیں۔ علمی مسائل میں قرآن و حدیث کا حوالہ لاتے وقت بلا تکلف دور از کار تاویل اور معنوی تحریف ان کا شیوہ ہے۔ احمدیت کی مخالفت کے جوش میں انہوں نے دارقطنی والی معروف و مشہور کسوف و خسوف والی حدیث سے منکر ہو کر اسے وضعی ٹھہرا چکے ہیں حالانکہ ان کے اپنے اکابر مثل نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی، مولوی نورالحسن خان اور حافظ محمد صاحب لکھوکے نے اس حدیث کو بنیاد بنا کر موعود مہدی کی شناخت اور اس کی بعثت کے وقت کا تعین کرنے کے لئے اپنی کتابوں میں کئی باب تحریر کئے تھے اور ان سے قبل ان کے واجب الاحترام محدثین مولوی عبدالحق اور شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اس حدیث کی روایت و درایت پر لمبی بحثیں کر کے اس کی صحت کا انکار کرنے والوں کو زندیق قرار دیا تھا۔ صہیب حسن صاحب کے اپنے ہی بزرگوں کے اس موقف سے انحراف پر ہم نے الفضل اور روزنامہ جنگ لندن (جس میں ان کی یہ تحریر شائع ہوئی تھی) میں ان سے تحدی کی تھی کہ وہ آگے آئیں اور اس مسئلہ میں اپنا اور اپنے متقدمین کا دفاع کریں مگر وائے۔

وا‌ں ایک خامشی مرے سب کے جواب میں

اس مرتبہ توہین مذہب یا مذہبی شخصیتوں کی ہتک پر موت کی سزا پر بحث کرتے ہوئے ان حضرت نے تاویل و توفیق کی ایک نادر مثال پیش کی ہے۔ موت کی سزا کو قرآن مجید سے برآمد کرنے کی سعی میں پہلے تو انہوں نے سورہ احزاب کی اس آیت کا ذکر کیا ہے:

ترجمہ: "یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر اس دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور اس کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کیا ہے"۔
(۵۸. ۳۳)

پھر لفظ "لعنت" کا سہارا لے کر ذرا آگے آیت نمبر ۶۲ کو اس سے ملا دیا ہے اور وہ یوں ہے:

ترجمہ: "ایسے لوگ ملعون ہیں۔ جہاں بھی ملیں انہیں پکڑ لو اور قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو"۔

اس حرکت کو علم کی زبان میں "توفیق" کہتے ہیں یعنی درمیانی عبارت کو غائب کر کے ایک قول کو کسی بعید قول سے اس طرح ملا دینا کہ اپنی مرضی کا مطلب نکل آئے۔

اگر ہم قرآن مجید کے اس حصہ کو آیت نمبر ۵۸ سے آیت نمبر ۶۲ تک مسلسل پڑھیں تو صورت حال بالکل مختلف دکھائی دیتی ہے۔ آیت ۵۸ میں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا پہنچانے والوں کا ذکر ہے اور معاً ان کا آل بھی درج ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی" اور اس کی سزا ایک رسوا کن عذاب (اللہ تعالیٰ) نے تیار کر رکھا ہے۔ یعنی ان کی تعزیر کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا اور وہی اس کا اہتمام کرے گا۔ یہ بات یہاں ختم ہوئی۔ آیت نمبر ۵۹ میں ان بدبختوں کا مذکور ہے جو مومن مردوں اور خواتین کو بلاوجہ اذیت دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اس عمل سے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا۔

آیت نمبر ۶۰ میں اللہ تعالیٰ اپنے پاک نبیؐ کو فرماتا ہے کہ:

"اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہیں کہ وہ اپنی اوڑھنیوں سے اپنے چہرہ کو ڈھانپیں۔ یہ بات اس سے زیادہ آسان ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور لوگ (آوازے کس کر) ان کو تنگ کریں"۔

اور ان کے بعد آیت نمبر ۶۱ میں ایک بالکل الگ مضمون بیان ہوا ہے جو دراصل آیت نمبر ۶۲ کا سباق ہے یعنی موخرالذکر آیت دراصل اس سے معاً متصل پیشرو آیہ سے معنی کے لحاظ سے ملتی ہے نہ کہ کسی گزشتہ نمبر ۵۸ سے۔ ان دونوں آیات کا مسلسل حرف بحرف ترجمہ یہ ہے:

"اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور شہر میں بے چینی پھیلانے والے، باز نہ آئیں، تو ہم یقیناً آپ کو ان سے نپٹنے کے لئے کہیں گے۔ اس کے بعد وہ آپ کے پڑوس میں نہیں رہیں گے مگر ایک قلیل مدت کے لئے۔ ایسے لوگ ملعون ہیں۔ جہاں بھی انہیں پاؤ، پکڑ لو اور قتل کر کے ٹکڑے کر دو"۔ آیت (۶۲،۶۱)

اب قرآن اور اسلام کی تاریخ سے ادنیٰ سے واقفیت رکھنے والا شخص یہ جانتا ہے کہ یہ احکام جنگ احزاب (غزوہ خندق) کے دوران الگ ہو جانے والے منافقوں، عہد توڑنے اور غداری کرنے والے، دل کے بیمار، یہودیوں (بنو قریظہ) اور افواہوں وغیرہ سے شہر کی آبادی میں بددلی اور ہیجان پھیلانے والے شرپسندوں کے بارے میں ہیں۔ اس سورہ کا نام ہی الاحزاب ہے یعنی جنگ احزاب کے واقعات پر الٰہی تبصرہ ڈاکٹر صہیب حسن کا، اسے اہانت رسولؐ یا مذہبی شخصیات کی تضحیک سے ملانا صریح بددیانتی ہے۔ کاش کہ انہوں نے اپنے مسلک کی تفاسیر میں ہی یہ احوال پڑھ لیا ہوتا۔ مگر کیا کیا جائے کہ یہ اپنی سرشت سے مجبور ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے ایسے ہی لوگوں کے دھوکا دہی کے طریقہ واردات کے بارے میں لکھا تھا:۔

"چاہتے ہیں کہ وحی الٰہی اور صاحب وحی کی نص کو اس جگہ سے ہٹا کر اپنے خود ساختہ مرکز تک لے جائیں اور نہ جا سکے تو زبردستی کھینچ کر لے جائیں۔ اس پر ستم یہ کہ اس طریق کو توفیق و تطبیق کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر یہ تطبیق ہے تو "والذی نفسی بیدہ" کہ پھر دنیا میں تحریف کا وجود باقی نہ رہا اور نہ کبھی اہل کتاب نے اس دنیا میں تحریف کی"۔

(مولانا ابوالکلام آزاد۔ ادبی و شخصی مطالعہ: از فضل حق قریشی، الفیصل ناشران و تاجر کتب۔ اردو بازار لاہور۔ پہلا ایڈیشن۔ جون ۱۹۹۲ء صفحہ ۴۲۶)۔

اور پھر لکھا:

"(قرآن کی) تفسیر کرنے والوں کا کبھی کبھی مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نقطہ نظر کی تاویل کلام الٰہی میں پالیں"۔

(ایضاً ۔ ۴۴۰)

اگر صہیب حسن کو واقعی اللہ اور اس کی آیات (بشمول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی تضحیک و توہین پر مومنوں کے ردعمل کی تلاش ہوتی تو وہ درج ذیل آیہ مبارکہ کو نظر انداز نہ کرتے:

"اور وہ تم پر الکتاب میں یہ نازل کر چکا ہے کہ تم جب اور جہاں پر اللہ کی آیات کا انکار یا ان پر استہزاء سنو تو ان لوگوں کی معیت میں بیٹھے نہ رہو حتیٰ کہ وہ کسی اور موضوع پر بات کرنے لگیں۔ کیونکہ (اگر تم وہاں بیٹھے رہے تو) اس طرح تم بھی انہی کی مانند ہو جاؤ گے۔ اور اللہ یقیناً (ایسے) منافقوں اور انکار کرنے والوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے"۔ (النساء: ۱۴۱)

الٰہی ارشاد واضح ہے کہ ایسی جگہوں میں جہاں اللہ اور رسولؐ اور آیات ربانی پر ٹھٹھا مخول، تضحیک و تحقیر یا سب و دشنام ہو رہا ہو وہاں سے اٹھ جاؤ، ایسے شریروں سے الگ ہو جاؤ۔ اور جب موضوع بدل جائے تو بے شک واپس ان میں جا شامل ہو۔ ان کی گستاخی کی سزا خود اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں جمع کر کے دے گا نہ کہ صہیب حسن اور اس کے ساتھی تلوار لے کر نکل کھڑے ہوں اور خود ہی مدعی، قاضی اور جلاد بن کر اپنی من مانی سزائیں نافذ کرتے پھریں۔ (ویسے ڈاکٹر حسن نے کبھی زندگی بھر تلوار نہیں اٹھائی ہوگی۔ یہ ان فتویٰ بازوں میں سے ہیں جو حکومت اور عوام کو اکسا کر بھس میں چنگاری ڈالتے ہیں اور خود بی جمالو کی طرح دور کھڑے ہو کر تماشا دیکھتے ہیں)۔

★★★★★★★★★★★★★★

صدر جماعت احمدیہ گورگیج (لاڑکانہ) پر
قاتلانہ حملہ

[پریس ڈیسک] پاکستان سے مکرم یار محمد چانڈیو صاحب صدر جماعت احمدیہ گورگیج (لاڑکانہ) لکھتے ہیں:۔

"مورخہ ۹ جون ۱۹۹۵ء صبح دس بجے مخالف مولویوں کے ایک گروپ کی طرف سے خاکسار پر تیسرا قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ اطلاعات کے مطابق مولویوں نے اس دن یہ پروگرام بنایا ہوا تھا کہ گاؤں کے مشترکہ قبرستان میں موجود تمام احمدی مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کر دیں گے۔ چنانچہ جب میں احمدی اور غیر احمدی دوستوں کو لے کر قبرستان پہنچا تو دیکھا کہ وہاں ایک ہجوم ہے اور مولوی لوگ ادھر ادھر گھوم رہے ہیں۔ ہم نے احمدی قبروں پر سے مٹی وغیرہ صاف کی اور دو گھنٹے تک وہاں موجود رہے۔ ہمارے وہاں موجود ہونے کی وجہ سے مولوی شرارت نہ کر سکے بلکہ آہستہ آہستہ گھروں کو چلے گئے۔ جب ہم نے محسوس کیا کہ اب فساد کا کوئی خطرہ نہیں تو میں نے باقی دوستوں کو گاؤں بھجوا دیا اور خود انور آباد کے لئے روانہ ہو گیا تاکہ جمعہ کی نماز وہاں ادا کر سکوں۔ راستے میں کھنڈو کے مقام پر مجھے ایک ٹریکٹر ٹرالی ملی جس میں تقریباً ۲۰ افراد سوار تھے۔ جونہی وہ میرے قریب پہنچے ان میں سے تین نے چھلانگیں لگائیں اور مجھ پر حملہ کر دیا۔ ایک نے تو لاٹھی سے وار کیا اور اتنی شدت کے ساتھ کہ لاٹھی ٹوٹ گئی۔ باقی دو نے اینٹوں سے مارنا شروع کیا۔ ایک اینٹ میرے سر میں لگی جس سے کہ خون کا فوارہ چھوٹ پڑا اور میں زخموں کی تاب نہ لا کر گر پڑا۔ اس پر انہوں نے سمجھا مر گیا ہے اور وہاں سے چلے گئے۔ کسی طرح گرتا پڑتا میں گھر پہنچا اور مرہم پٹی کروائی۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ مجسٹریٹ علاقہ پولیس کے ہمراہ پہنچے مگر مخالفین کے خلاف کسی قسم کی کاروائی کرنے سے انکار کر دیا"۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad